فرزندانِ توحید کا پیغام
بندگانِ تثلیث کے نام!

عکس نامۂ مبارک حضور منبع انوار خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بنام سلطان مقوقس والی قبط مصر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقِسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کے بندے اور اس کے رسول محمد کی جانب سے مقوقس بادشاہ قبط کی طرف سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ

امابعد پس میں تجھ کو دعوتِ اسلام دیتا ہوں۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور خدا تعالیٰ تجھے دو چند ثواب دے گا اور اگر اسلام سے روگردانی کی تو تیرے اوپر

مَا یُجْعَ الْقِبْطِ۔ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ

تمام قبط کو درد پہنچانے والی مصیبت ہوگی۔ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم تم میں برابر مشترک ہے وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور

بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور آپس میں ایک دوسرے کو خدا اور رب نہ بنائیں سوائے خدا کے۔ پس اگر اہل کتاب نہ مانیں تو کہدو کہ اے اہل کتاب گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

مُہرِ مبارک جس پر یہ حروف (محمد رسول اللہ) اس ترتیب سے کندہ تھے۔

ذیقعدہ ۶ھ میں بظاہر دبی ہوئی شرائطِ صلح کے ساتھ مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ کرنے کے چند ہی ماہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمرا و ممالک اور سلاطینِ عالم کو دعوت نامہ ہائے اسلام ارسال فرمائے۔ موجودہ دور میں مختلف معاملات میں بگڑے ہوئے مسلمانوں کے لئے دعوتِ عمل ہے۔ مسلمانانِ عالم کے قلوب میں اسی جذبۂ ایمانی کو ابھارنے کے لئے نامۂ مبارک کا یہ عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

شائع کردہ: "تبلیغی مرکز" دیندار انجمن

(بی-۱۱۵۰، کورنگی ۳، کراچی ۳۱ (مغربی پاکستان))

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (آل عمران ۶۴)

کہو اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمیں اور تم میں برابر ہے (یعنی یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوائے رب بنائے۔

فرزندانِ توحید کا پیغام
بندگانِ تثلیث کے نام!

منجانب

فقیر

سعید بن وحید علیگ، بی اے

مُبلّغِ اسلام

نگراں

تبلیغی مرکز دیندار انجمن (فون نمبر: ۳۱۱۴۱۰)

(اشاعت پہلی بار) این - ۱۱۵ - کورنگی ۱/۲ ۳ - کراچی ۳۱ (ربیع الاول ۱۴۰۱ھ)

(ہدیہ حسب استطاعت برائے اشاعت اسلام)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

چونکہ امریکہ کے مسیحی مشنری ادارے "بائبلس فور دی ورلڈ" کی طرف سے نئے عہد نامہ کی بڑی دیدہ زیب کاپیاں "زندہ کلام" کے نئے نام سے لاکھوں کی تعداد میں براہ راست امریکہ سے پاکستان کے اہم دینی مراکز اور شخصیتوں کو مسلسل موصول ہو رہی تھیں۔ اس لئے ہم نے ۱۲ راپریل ۱۹۸۰ء کے روزنامہ جنگ کراچی اور ۲۲ راپریل کے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے اقبال نمبروں میں ایک واضح اشتہار مسیحی برادری کو دعوت قبول حق کے طور پر شائع کرایا جس کی فوٹو کاپی درج ذیل ہے۔

(یہ اصل اشتہار ۶" × ۴" کی فوٹو کاپی ہے)

عیسائی مشنری سے ملاقات

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مشنری ادارے "بائبلس فار دی ورلڈ" کی جانب سے پاکستان کے دینی مرکزوں اور شخصیتوں کے نام براہ راست نئے عہد نامہ کی دیدہ زیب اردو کاپیاں بعنوان "زندہ کلام" موصول ہو رہی ہیں۔ فقراء مبلغین اسلام کی طرف سے

"عیسائی مشنری سے ملاقات"

"زندہ کلام" ! بھیجنے والوں اور ان کے ہمنواؤں کے لئے زندگی کا پیغام ہے۔ مختصر اوراق میں، لاجواب استدلال کے ساتھ، بے شمار حقائق کا حامل یہ "تحفۂ ہدایت" بنوع انسان کی پریشان خیالی اور قلبی بے سکونی کا واحد حل کیا ہے! اور کہاں ہے! پیش کرتا ہے۔ ہر متلاشی حق کے لئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

"معتقدین تثلیث" کی خدمت میں بلا معاوضہ فرزندان توحید دو روپیہ کی کتاب زر تعاون عنایت فرمائیں۔

داعی الی الخیر- فقیر سعید بن وحید بی۔ اے، مبلغ اسلام

نگران تبلیغی مرکز دیندار انجمن، این ۱۱۵۔ کورنگی ۲/۳، کراچی ۳۱ (فون ۳۱۱۴۱۰)

اس کے شائع ہوتے ہی مسیحی برادری کی طرف سے خطوط کا تانتا بندھ گیا اور کچھ پادری صاحبان نے بھی نوازش فرمائی ان میں ایک پادری جناب برکت اے خان صاحب کا بھی ۴۲ر ... ستمبر ... کا نامہ موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ :-

روزنامہ نوائے وقت لاہور کے پرچہ میں آپ کا اشتہار شائع ہوا تھا۔ ازراہ نوازش کتابچہ "فرزندان توحید" کی ایک کاپی ارسال فرمائیں؛ چوں کہ نوائے وقت میں شائع شدہ ہمارے اشتہار میں ایسے کسی کتابچہ کا کوئی ذکر نہیں تھا بلکہ "عیسائی مشنری سے ملاقات" کی ترسیل سے متعلق۔ فرزندان توحید سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ دو روپیہ فی کتاب زرِ تعاون عنایت فرمائیں جب کہ معتقدین تثلیث کی خدمت میں یہ پیشکش بلامعاوضہ تھی اس لئے اس خیال سے کہ غالباً پادری صاحب سے جلدی میں اشتہار پڑھنے میں غلطی ہوگئی۔ ہم نے بواپسی ڈاک یہ تحفۂ ہدایت، ان کی خدمت میں ارسال کردیا۔ جس کے وصول ہوتے ہی جناب پادری برکت اے خاں صاحب نے درج ذیل گرامی نامہ ہمیں ارسال فرمایا۔

> مکرمی مسٹر سعید صاحب مبلغ اسلام دیندار انجمن کراچی
>
> وارڈ ۶
> سیالکوٹ ۳   تسلیمات   17.5.78
>
> میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ جس کتاب بنام "فرزندان توحید" کا آپ نے اشتہار دیا تھا وہ مجھے ارسال فرمائیں لیکن اس کے عوض آپ نے پھر وہی **البطالی، فرضی** بناوٹی، بے حقیقت، رسالہ۔ مکالمہ "عیسائی مشنری سے ملاقات" ارسال کردیا ہے۔ محترم مبلغ صاحب مجھے "فرزندان توحید" رسالہ درکار ہے۔ ارسال فرما کر اپنے مذہبی علم وادب سے مستفید فرمائیں مشکور ہوں گا۔
>
> الراقم مخلص دعاگو
>
> برکت اے خاں

اس کے جواب میں ہم نے ۲۳ رمئی ۷۸ء کو درج ذیل عریضہ آں محترم کی خدمت میں ارسال کیا۔

کراچی ۱۵ رجمادی الثانی ۹۸ھ   ۲۳ رمئی ۱۹۷۸ء

مکرمی جناب پادری برکت اے خاں صاحب

سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ

جناب کا ۱۰ مئی کا مرسلہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ جس کتاب "فرزندان توحید" کا آپ نے اشتہار دیا تھا وہ مجھے ارسال فرمائیں۔ لیکن اس کے عوض آپ نے پھر وہی دیرینہ ابطالی۔ فرضی۔ بناوٹی بے حقیقت رسالہ مکالمہ "عیسائی مشنری سے ملاقات" ارسال کر دیا ہے۔ محترم مبلغ صاحب مجھے "فرزندان توحید" رسالہ درکار ہے۔ ارسال فرما کر اپنے مذہبی علم و ادب سے مستفید فرمائیں مشکور رہوں گا۔"

محترمی!

آپ کے پہلے گرامی نامہ (مرسلہ ۲۴ راپریل ۶۸ء) میں آپ کے یہ الفاظ پڑھ کر کہ:۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے پرچہ میں آپ کا اشتہار شائع ہوا تھا۔ ازراہِ کرم کتابچہ "فرزندان توحید" کی ایک کاپی ارسال فرمائیں"

تعجب بھی ہوا تھا اور رحم بھی آ رہا تھا کہ آپ اتنے واضح اشتہار تک کو نہ سمجھ سکے۔ اور پھر وہ کتاب جس کا وہ اشتہار تھا یعنی "عیسائی مشنری سے ملاقات" دو عدد آپ کو بھیج دی تھیں۔ شکر ہے کہ فقیر کی اس سیدھی اور صاف تحریر نے آپ پر وہی اثر کیا جو غیر منیب قلوب پر ہمیشہ ہوا ہے اور جس کے متعلق قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ (زمر ۳: ۳۹)

بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا

سوئے کو تو جگایا جا سکتا ہے لیکن جو جان بوجھ کر سوتا بن جائے اس کے متعلق تو اقبال کی زبان میں یہی شکوہ کیا جا سکتا ہے کہ سے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

"ہم چومن دیگرے نیست" کی انا کا شکار ہو کر اگر کسی کے ہوش و حواس اتنے کھو جائیں کہ وہ ایک معمولی اشتہار کے سمجھنے میں بھی اتنی بڑی ٹھوکر کھائے کہ "عیسائی مشنری سے ملاقات" کی بجائے "فرزندان توحید" کتاب کا نام سمجھ لے۔ اس کی عقل پر رونا آتا ہے کہ اس ظالم نے اسلام کے سمجھنے میں کتنی قلابازیاں نہ کھائی ہوں گی!

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ [1]

"عیسائی مشنری سے ملاقات" پڑھ کر بفضلہ بہت سے منیب قلوب نے راہ ہدایت پائی۔ آپ نے اسے ابطالی۔ بناوٹی۔ فرضی۔ بے حقیقت لکھ کر اس حقیقت کو یاد دلا دیا کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ [2]

آپ لوگوں کو تو ماشاء اللہ ان خدمات کا بڑا محنتانہ مل جاتا ہے۔ لگے ہاتھوں، ان چاروں الزامات کا ٹھوس ثبوت دیتے ہوئے "عیسائی مشنری سے ملاقات" میں بیان کردہ حقائق کا سلسلہ وار جواب عنایت فرما دیجئے۔ ویسے بھی ۱+۱+۱ کو ۱×۱×۱ کا چکر دے کر آپ نے "ایک تین تین ایک" کے غیر معقول چکر سے نکلنے کی بڑی ماہرانہ کوشش کی ہے لیکن ؏ جو چپ رہے گی زبانِ خنجر تو خوں پکارے گا آستیں کا۔ کی مصداق ایک کو ایک سے تین دفعہ ضرب دے کر پھر "تین" کا اقرار کر لیا اور وہی ایک تین تین ایک کی نامعقولیت باقی رہی اللہ تعالیٰ ہدایت اور سمجھ عطا فرمائے۔

دعاگو
فقیر سعید بن وحید

---

[1] یہ سعادت انسان کے اپنے بس کی بات نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی عطا نہ ہو
[2] اگر چمگادڑ کی آنکھ روز روشن میں بھی سورج نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کا کیا قصور!

ہمارے اس عریضہ کے موصول ہونے پر پادری صاحب موصوف نے ویسے تو اس کا اور کوئی جواب براہ راست نہیں دیا البتہ رمضان شریف میں یعنی اگست ۱۹۸۰ء میں ان کی طرف سے بڑے دیدہ زیب چھپے ہوئے دو کتابچہ "سیرت المسیح" اور "بشارت انجیل" ہمیں موصول ہوئے "بشارت انجیل" صاحب موصوف نے مسیحی مبشرین کے لئے بطور گائیڈ بک (رہنما کتاب) کے لکھی ہے لیکن ہمیں اس نوٹ کے ساتھ ارسال فرمائی کہ "صفحہ ۲۰ آپ کے لئے ہے"۔ چنانچہ اس کے صفحہ ۲۰ پر اپنی مظلومیت ظاہر فرماتے ہوئے صاحب موصوف نے ہمارے حق میں یہ گوہر افشانی فرمائی ہے۔

"چنانچہ میری بشارتی سرگرمیوں اور لٹریچر کے خلاف بعض لوگوں نے اشتہار اور پمفلٹ نکالے اور مجھے دکھ پہنچانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ لیکن ایسی تمام چیزیں میرے جذبۂ بشارت کو نقصان اور ٹھیس نہ پہنچا سکیں۔ چنانچہ ۱۹۶۴ء میں دیندار انجمن این ۱۱۵ کورنگی ۲ کراچی ۳۱ نے ایک قد آدم اشتہار "دامِ تثلیث" شائع کر کے عوام کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے ایک غلط کوشش کی۔ بے شک یہ "دامِ تثلیث" اشتہار کلیسیائے پاکستان کی تمام بشارتی سرگرمیوں اور مسیحی اداروں کے خلاف ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کا موجب بن سکتا تھا۔ کیوں کہ یہ پاکستان کے تمام شہروں۔ ریلوے اسٹیشنوں مسجدوں کالجوں، پنجاب یونیورسٹی اور بازاروں میں جگہ جگہ چسپاں و آویزاں کیا گیا تھا۔ اس کی ایک قد آدم کاپی ابھی تک میرے پاس موجود ہے"

اور اس طرح سینٹ پالی مشنریوں کی مشنری سرگرمیوں میں رہنمائی کے لئے شائع کردہ کتابچہ "بشارت انجیل" میں جناب پادری برکت اے خان صاحب نے بڑے معصوم بن کر تمام سینٹ پالی مشنری اداروں کو ہمارے خلاف بھڑکانے اور رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کی نہایت شاطرانہ کوشش کی ہے اور اس حقیقت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا کہ ۱۹۶۴ء میں ہماری طرف سے یہ کھلا اشتہاری چیلنج ان کے اس سائیکلو اسٹائلڈ شر انگیز سوالنامہ

"حقیقت القرآن" کے جواب میں دیا گیا تھا جس میں انہوں نے ۱۲ سوالات کے ذریعہ قرآن حکیم کی عظمت و صداقت پر نہایت اوچھے اور بے دلیل حملے کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

"موجودہ قرآن حضرت عثمان خلیفہ سوم کی ایجاد ہے۔ اسلام ایک نیا مذہب قرآن مجید ایک نئے الہام اور کتاب کی بنیاد رکھنا حضرت صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعد کی ایجادیں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ..."

نیز پادری صاحب نے یہ صداقت بھی چھپالی ہے کہ اسی قدآدم اشتہار "دام تثلیث" میں انہیں ہماری طرف سے ایک کھلا تبلیغی چیلنج بھی دیا گیا تھا۔ جس کا ان پادری صاحب نے آج تک جواب نہیں دیا۔

(یہاں وہ "تبلیغی چیلنج" بطور اتمام حجت دوبارہ نقل کیا جارہا ہے اور آج بھی ہماری طرف سے جوں کا توں برقرار ہے)

تبلیغی چیلنج

(۱) آپ کا دعویٰ ہے کہ خدا عیسائیوں کے ساتھ ہے؟ اس کے برعکس ہم مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ (۲) آپ کا دعویٰ ہے کہ روحانیت آپ میں ہے۔ اس کے برخلاف ہم مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ روحانیت ہم میں ہے۔ (۳) آپ کا دعویٰ ہے کہ عیسائیت عالم گیر مذہب ہے اس کے برخلاف ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام عالم گیر دین ہے۔ ان دعاوی کا ثبوت اس طرح ہوگا کہ ایک ماہ مسلسل ایک جلسہ میں جو روزانہ تین گھنٹہ تقریروں کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ یعنی ایک دن آپ کے مشنری پہلے تقریر کریں گے تو دوسرے دن ہماری تقریر پہلے ہوگی۔ جلسہ میں مسلمان اور عیسائی سب شریک رہیں گے۔ آپ کے مشنری اپنے مذہب کے عالم گیر ہونے کے دلائل بغیر کسی مذہب

پر حملہ کئے ہر روز ڈیڑھ گھنٹہ دیں گے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی روحانیت کا ایسا زور لگائیں گے کہ مسلمان حاضرین مجلس عیسائی بن جائیں۔ اسی اسٹیج پر ہم اسلام کے عالمگیر دین ہونے کے دلائل بغیر کسی مذہب پر حملہ کئے دیں گے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی روحانیت اسلام کا ایسا زور لگائیں گے کہ غیر مسلم حاضرین مجلس مسلمان ہو جائیں۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قوی و عزیز ہے۔ ایک ماہ بعد بہ صورت کامیابی اللہ کس کے ساتھ ہے نظر آ جائے گا۔

" **دام تثلیث** " میں بہ صورت اشتہار کھلا " تبلیغی چیلنج " دینے سے قبل۔ یہی " تبلیغی چیلنج " ہر نومبر ۱۹۶۱ء کے روزنامہ " انجام " کراچی۔ ۷ر نومبر ۱۹۶۱ء کے روزنامہ " نئی روشنی " کراچی ۱۰ دسمبر ۱۹۶۱ء ماہ نامہ " نقاد " میں بھی " پولوسی مسیحی گروہ " کو دیا جا چکا تھا۔ مگر افسوس کہ تا حال وہ اسے قبول کرنے کی بجائے نہایت بدنیتی کے ساتھ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہتک آمیز تحریروں کے ذریعہ مسلمانانِ عالم کی دل آزاری میں مصروف ہے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

دراصل یہ سینٹ پالی گروہ ایسی غلط بیانیاں جان بوجھ کر عقیدتاً کارِ ثواب سمجھ کر کرتا ہے کیوں کہ ان کے پولس رسول نے رومیوں کے نام ارسال فرمودہ نصیحت نامہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے سے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہ گار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو۔" (رومیوں ۳ : ۷)

جناب پادری برکت اے خاں نے "بشارت انجیل" کے صفحہ ا پر نہایت بے باکی سے تحریر فرمایا ہے کہ: "اب تو علماء اسلام بھی اخبارات کے کالموں اور اپنی روزمرہ کی تحریر و تقاریر میں الٰہی محبت کے گرویدہ ہو کر فرزندان توحید" یعنی "خدا کے بیٹے" اور "اللہ میاں" یعنی "خدا باپ" کی مسیحی اصطلاح استعمال کرنے لگے ہیں۔"

اس طرح "فرزندان توحید" کے معنی "خدا کے بیٹے" اور "اللہ میاں" کے معنی "خدا باپ" کر کے اردو لغت میں شاندار اضافہ کرتے ہوئے؛ بندگان تثلیث، کو "فرزندان توحید" قرار دیکر نہایت ڈھٹائی سے دعویٰ کیا ہے کہ "یہ مسیحی اصطلاح ہے جسے اب علماء اسلام بھی استعمال کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا۔ پادری برکت اے خاں کے اس دعوے بے دلیل اور ان کی مرسلہ تصانیف "سیرت المسیح" اور "بشارت انجیل" کے جواب میں "فرزندانِ توحید" کا پیغام؛ بندگان تثلیث کے نام" پادری برکت اے خاں صاحب کے نام ایک کھلے خط کی صورت میں "سینٹ پالی امت کے لئے بطور "تحفۂ ہدایت" پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مسیح کی سیدھی سچی توحیدی تعلیمات کی صراطِ مستقیم سے بھٹک کر پولس کے من گھڑت، مشرکانہ عقیدۂ تثلیث کی بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جانے والی مسیحی بھیڑوں کی حقیقی تعلیمات عیسوی کی طرف رہ نمائی کی جا سکے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

حرفِ آغاز

توحید عیسوی سے بیزار! پولس کے عقیدۂ تثلیث کے پرستار! جناب
پادری ماسٹر برکت اے خاں صاحب! سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ
آپ کے مرسلہ کتابچے "سیرت المسیح" اور "بشارت انجیل" موصول ہوئے
اس کرم فرمائی اور سعید نوازی کا شکریہ۔

گزشتہ ۳۰ سال سے ایک اسکول ٹیچر! کی روزمرہ ملازمانہ مصروفیات
اور خاندانی ذمہ داریاں سنبھالنے کے ساتھ ساتھ "عیسائیت کے بجائے
پولوسیت کے "عشق میں مبتلا ہو کر" پولس کے گڑھے ہوئے عقیدۂ ابن اللہ
کی اشاعت و تبلیغ میں اپنی دیوانہ وار بشارتی خدمت" کی جو تفصیلات آپ نے
"بشارت انجیل" میں تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں اگر رومیوں کے نام پولس! کے
تحریر کردہ استادی گر۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے
سے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے
اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو" (رومیوں باب ۳۔ آیت ۷)
کی تعمیل میں سچ میں جھوٹ ملا کر بھلائی کی خاطر برائی کی ملاوٹ نہیں کی گئی ہے۔
تو یقیناً بڑی قابل داد ہیں اور بے ساختہ دل سے دعا نکلتی ہے کہ وہ مقلب القلوب
اس بھٹکی ہوئی روح کو پولوسیت کے تثلیثی فریب سے نکال کر حضرت عیسیٰؑ کی حقیقی
روحانی توحیدی تعلیمات کا عرفان عطا فرمائے اور اس پولوسی مناد پر اس ضعیف العمری
میں یہ کرم کرے کہ اس پر یہ حقیقت کھل جائے کہ وہ ظالم پولس جو عیسیٰ کی موجودگی

میں ان کے خلاف کفر بکنے والا، اور ستانے والا اور بے عزت کرنے والا تھا (۱ تیمتھیس ۱:۱۳)

اور جس نے خود اعتراف کیا ہے کہ:-

"میں یہودی ہوں اور کلکیہ کے شہر ترسس میں پیدا ہوا مگر میری تربیت اس شہر میں گملی ایل کے قدموں میں ہوئی اور میں نے باپ دادا کی شریعت کی خاص پابندی کی تعلیم پائی اور خدا کی راہ میں ایسا سرگرم تھا جیسے تم سب آج کے دن ہو۔ چناں چہ میں نے مردوں عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانہ میں ڈال ڈال کر مسیحی طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا بھی ڈالا۔ (اعمال ۲۲ : ۲ تا ۴)

اس یہودی نژاد کٹر عیسائی دشمن کو جب کھلی مخالفانہ سرگرمیوں سے عیسائیت کے خلاف کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس نے یروشلم سے دمشق جاتے ہوئے اپنے آپ کو یسوع کا عاشق زار ثابت کرنے کے لئے یکایک یہ ڈرامائی فریب دیا کہ :-

"جب میں سفر کرتا ہوا دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ دوپہر کے قریب یکایک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گرداگرد آچمکا اور میں زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ اے ساؤل! اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟" میں نے جواب دیا کہ اے خداوند تو کون ہے؟ اس نے مجھ سے کہا میں یسوع ناصری ہوں جسے تو ستاتا ہے، اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اس کی آواز نہ سنی۔

(اعمال ۲۲ : ۶ تا ۹)

تماشے کی بات یہ ہے کہ یہی ڈرامہ جب (اعمال ۹ : ۳ تا ۷) میں بیان کیا گیا ہے تو اس میں لکھا ہے کہ جو آدمی اس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے کیوں کہ آواز تو سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ (اعمال ۹ : ۳ تا ۷)

یعنی پہلے بیان میں تو یہ کہا گیا ہے کہ "ساتھیوں نے نور تو دیکھا مگر آواز نہیں سنی" لیکن دوسرے بیان میں اس سے بالکل الٹ بات کی گئی ہے کہ ساتھیوں نے آواز تو

سنی مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے" ظاہر ہے اس تضاد بیانی کی اصل وجہ یہ ہے کہ سو

دروغ گوئے را حافظہ نہ باشد

اگر یہ سب کچھ واقعی رونما ہوا ہوتا تو متضاد بیانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سچ تو ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ بیانات کی گڑبڑ تو سن گھڑت میں پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر جس کا نظریۂ حیات ہی یہ ہو کہ:۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے سے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے؟ اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو!" (رومیوں ۳: ۷)

وہ جھوٹ کا جو بھی ڈرامہ نہ کھیلے کم ہے۔

پولسؔ عیسائی کیسے بنا!

جناب سید عظمت علی عابدی صاحب نے اپنی کتاب SAINT PAUL میں (جو ہم پادری صاحب موصوف کو بھجوا چکے ہیں) Acts of Paul and Theela کے حوالہ سے ان پال (پولسؔ) صاحب کا حلیہ یوں بیان کیا ہے۔

پستہ قد۔ چھدرے بال۔ ٹیڑھے میڑھے پاؤں۔ ملے ہوئے ابرو۔ کچھ مڑی ہوئی ناک۔ اور M.R. James کی کتاب The Apocryphal New Testament. Page: 20 کے حوالے سے انکشاف کیا ہے کہ بہ ایں ہیئت کذائی ان حضرت کو اس وقت کے سب سے بڑے یہودی راہب کی حسین وجمیل لڑکی پوپیا سے عشق ہو گیا۔ چنانچہ اسے خوش کرنے کی خاطر انہوں نے مسیحیوں پر تمام ممکنہ مظالم توڑے تاکہ اس کی نظروں میں چڑھ سکیں۔ جناب عابدی صاحب نے جیمس کی اسی کتاب کے 566 - 567 کے حوالہ سے اسٹیفن مسیحی پر (جو پال کا رشتہ دار تھا) پال کے

مظالم کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے کہ :۔

۱۔ پہلے دن پال نے اسٹیفن کے کپڑے پھاڑ کر اس کی خوب جی بھر کر پٹائی کی۔

۲۔ دوسرے دن سات آدمیوں کو حکم دیا کہ پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیں پھر انہوں نے اس کے سینہ اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکیں۔

۳۔ تیسرے دن پال نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور جب ملازموں نے اس کا حکم بجا لانے میں کچھ دیر کی تو غصہ سے جھنجھلا کر انہیں بھی کوڑے لگوائے۔

اس کی محبوبہ پوپیا بھی آخر سب سے بڑے یہودی راہب کی بیٹی تھی۔ چنانچہ اس نے بھی اس جھنیگر نما عاشق کو بڑی چالاکی اور چالبازی سے مسیحیوں کے خلاف خوب استعمال کیا اور جب یہ مقصد پورا ہو گیا تو شادی سے صاف انکار کر دیا۔ پولس کو اس سے اتنا صدمہ ہوا کہ وہ دل برداشتہ ہو کر یہودیت سے ہی برگشتہ ہو گیا اور ہم چشموں سے اس رسوائی کا داغ چھپانے کے لئے دنیائے عرب چلا گیا۔ اور وہاں تین سال تک قدیم دیو مالائی مذاہب اور دیگر علوم کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے عزم کے ساتھ واپس ہوا اور پھر دمشق کے قریب دورانِ سفر آسمانی تجلّی کے نزول " کا ڈرامہ کھیل کر (جس کا تفصیلی حوالہ ابھی دیا جا چکا ہے) ایک تین، تین ایک کا ایسا تثلیثی پاکھنڈ پھیلایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی توحیدی تعلیمات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اور اس طرح یسوع ہی کو اپنے فاسد عزائم کی بھینٹ چڑھا دیا۔

کفّارہ کا غیر معقول عقیدہ

اس پولوسی تثلیث کے آسیب سے مسحور ہو کر " سیرت المسیح " اور

"بشارت انجیل" میں جو غیر معقول استدلال آپ نے پیش کیا ہے اس کا لب لباب آپ ہی کے الفاظ میں صرف یہ ہی ہے کہ :۔

"منجی" مسیح مصلوب کے بغیر مجھ گنہ گار کی نجات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خواہ میں روزے رکھوں۔ خواہ کسی جانور کا ہر سال ذبیحہ اور قربانی دوں خواہ میں دان اور خیرات کروں۔ خواہ میں عبادت، ریاضت اور تپسّیا میں جان گنوا دوں۔ خواہ میں اپنے بدن کو سخت سے سخت اذیت پہنچاؤں۔ خواہ میں پانی میں غسل اور طہارت کروں۔ خواہ میں دن رات، اے خداوندا اے خداوندا یا اللہ یا اللہ پکارتا رہوں۔

یہ ساری باتیں اور میری کارکردگیاں اس وقت ہی راست، مفید اور پرلطف ثابت ہو سکتی ہیں جب پہلے میں ربّ العالمین کے کلام اور فرمان کے بموجب اپنے زندہ منجی مسیح مصلوب کو اپنے گناہوں کا کفارہ اور نجات دہندہ قبول کروں گا۔ کیونکہ خدا ایک ہے اور خدا کی طرف سے نجات دہندہ بھی ایک ہی ہے اور وہ ہے مسیح مصلوب جس نے ہمارے گناہوں کا فدیہ دیا ہے" (بشارت انجیل صہ۱)

ظاہر ہے گنہ گاروں کی نجات کا آپ کا پیش کردہ یہ مجوبہ ابتدائے آفرینش سے قیام قیامت تک ہر فرد بشر کے لئے ہے۔ تو وہ بے چارے تو بے موت مارے گئے جو واقعہ صلیب سے پہلے پیدا ہو کر مر گئے۔ مگر یہ تو عقل مندوں کی باتیں ہیں۔ اندھی عقیدت کی ٹکسال میں شعور و عقل کے یہ سکے نہیں ڈھلتے۔ غیر مسیحیوں پر ایک اور جگہ طنز فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :۔

"وہ مسیح خداوند کے بغیر، اپنی دولت، عبادت اور ریاضت کی رشوت کے عوض بھی نجات کی بخشش حاصل نہیں کر سکتے" (بشارت انجیل صہ۳۴)

یہاں عبادت و ریاضت کو محض رشوت قرار دے کر آپ نے "عشقِ پولوسیت" کا پورا حق ادا نہیں کیا۔ کیوں کہ جناب پولس نے نہ صرف شریعت اور ہر صاحب شریعت کو لعنتی قرار دیا ہے بلکہ یسوع کو بھی لعنتی موت مار کر دم لیا ہے، جیساکہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں"

(گلیتون ۳ : ۱۰)

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیوں کہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔

(گلیتون ۳ : ۱۳)

پولُس کا یسوع! اور چوپایہ پرستوں کی گئو ماتا

محترم سینٹ پالی منّاد!

پولس کی "مسیح کی گنہگاروں کی خاطر صلیبی موت" کے عقیدہ کی ایجاد کردہ "میٹھی گولی" محض "حُسنِ عقیدت" کی بے بصارتی کی ایسی ہی کرشمہ سازیاں ہیں جیسے ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں رہنے بسنے والے ہندو اب بھی ایک چوپایہ جانور کو سینکڑوں دیوتاؤں کا مظہر مانتے ہیں اور اس حیوان کو "گئو ماتا" کہہ کر پوجتے ہیں، اس کا پیشاب پوِتر (پاک) سمجھ کر پیتے ہیں اور اس جانور کے پانچ فضلے (پیشاب، گوبر، اسان، ناک اور آنکھ کی غلاظت) کو پنچ گئو کہہ کر انسانوں کو شدھی کرتے وقت انہیں پاک کرنے کے لئے کھلاتے ہیں اور اس جانور کے لئے گئو رکھشا کے نام پر فسادات بپا کر کے لاکھوں انسانوں کا قتلِ عام کر چکے ہیں۔ مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ گئو ماتا کی تو پوجا ہوتی ہے مگر "بیل بابو" کی نہ

صرف رات دن پشانی ہوتی ہے بلکہ غصہ میں آکر کبھی کبھی اسے ماں کی گالی بھی دی جاتی ہے جو ظاہر ہے" گئو ماتا" ہی کو لگتی ہے۔

کیا سینٹ پالی انجیل نویسوں کے ذہن کے ڈھالے ہوئے یسوع (جس کا حضرت عیسیٰؑ کی ذات اور تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں) کا بھی بالکل اس گئو ماتا کا سا حال نہیں۔؟ جس طرح بے چاری گائے نے کبھی خواب میں بھی اپنے "دیوتا" ہونے کا تصور نہیں کیا ہوگا مگر اندھی عقیدت نے اسے دیوتا بنا کر اس جانور کا پیشاب تک انسانوں کو پلوا دیا۔ بالکل اسی طرح باوجود ہزارہا تحریفات کا شکار ہونے کے موجودہ محرف انجیلوں میں بھی یسوع نے ہر جگہ خود کو ابن آدم" SON OF MAN ہی کہا ہے۔ ابن اللہ SON OF GOD کہیں نہیں کہا لیکن پولس کے چالاک ذہن نے ابن اللہ کا فاسد عقیدہ حسن عقیدت کی شکر میں لپیٹ کر اندھی عقیدت کے شکار بد نصیبوں کو کچھ اس طرح گھول کر پلا دیا کہ وہ آج تک اس کے نشہ میں چور صراطِ مستقیم سے بھٹکے لڑکھڑاتے پھر رہے ہیں۔

جس طرح گائے کے پجاری گئو ماتا کا تو پیشاب تک پیتے ہیں لیکن "بیل باپو" کو گھاس بھی نہیں ڈالتے بالکل اسی طرح کا سلوک پولوسی مسیحیت میں اس غریب یوسفِ نجار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جسے انجیل نویس اس مریم کا شوہر بتاتے ہیں جو یسوع کی ماں بنی۔ تثلیث کے سارے ڈرامہ میں یسوع اور مریم کی تو بڑی تکریم ہوتی ہے لیکن بے چارے ایسے عظیم شوہر کو سرے سے کوئی مقام ہی نہیں دیا جاتا۔

اللہ کا احسان ہے کہ مبلغین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور سائنسی تحقیقات کی موشگافیوں نے یورپ کے کلیسائی ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور اب یورپ جرمنی اور فرانس کے چرچ کے بڑے بڑے جغادری پادری چیخ اٹھے ہیں کہ یسوع کی شخصیت میں الوہیت کا عقیدہ محض بعد کی من گھڑت ہے وہ محض ایک نیک

اور برگزیدہ شخصیت تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مشہور عالم جریدہ TIMES ۲۴ مئی ۱۹۷۶ء اور ۲۷ فروری ۱۹۷۸ء۔

ان جانور کے پجاریوں کی اندھی عقیدت کا ایک اور عجیب واقعہ بھی کچھ یوں سننے میں آیا ہے کہ:-

ایک سادہ لوح پجارن بڑی عقیدت سے آٹے کے ٹھاکر جی بنا کر بڑی بھگتی سے ٹھاکر پوجا کر رہی تھی۔ اتفاقاً ایک بھوکا کتا ادھر آنکلا۔ اس نے جونہی آٹے کا بنا پتلا دیکھا۔ جھٹ منہ میں دبوچ چلتا بنا۔ یہ ماجرا دیکھ کر وہ پجارن ہاتھ جوڑ کر بڑی بھگتی سے بولی۔ ٹھاکر جی! تم کتنے دیالو (مہربان) ہو کہ کتے کو بھی نہ دھتکارا۔

کیا انجیل نویسوں نے یسوع کا حال بالکل آٹے کے ان ٹھاکر جی کا سا بنا کر نہیں رکھ دیا ہے؟ کہ جس طرح ٹھاکر جی کا ایک طرف تو یہ عالم ہے کہ دیوتا بنے بیٹھے ہیں اور دوسری طرف یہ بے بسی ہے کہ کتا منہ میں دبائے لئے جا رہا ہے۔ اور چوں تک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح فن تحریف کے استاد انجیل نویسوں نے، ایک طرف تو یسوع کی شان میں اس قدر غلو کیا ہے کہ:-

"وہ ابن اللہ ہے۔ خلا میں سے نکل کر آیا ہے۔ روح القدس کی قدرت سے مجسم ہو کر کنواری مریم سے پیدا ہوا ہے اور اپنی مرضی اور ارادہ سے اس لئے صلیب پر لعنتی موت مرا کہ اس طرح گنہ گاروں کے لئے فدیۂ عظیم بن کر ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے"

دوسری طرف اسے صلیبی موت سے اس قدر گھبرایا ہوا اور مایوس و غمگین دکھایا ہے کہ:-

سخت پریشانی اور دل سوزی کے عالم میں گھٹنے ٹیکے ہوئے اپنی جان بچ جانے کے لئے وہ یہ دعا کرتا ہے کہ:-

"اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے" (لوقا ۲۲ : ۴۲)

"اور وہ نہایت حیران و بے قرار ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے" (مرقس ۱۴ : ۳۴)

"اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے اور کہا اے ابّا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے"۔ (مرقس ۱۴ : ۳۶)

یہی نہیں بلکہ سولی کا پھندا دیکھ کر بڑی آواز سے چلاتا ہے :-

"الوہی! الوہی! لما شبقتنی! یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا!"

اور پھر بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیتا ہے۔ (مرقس ۱۵ : ۳۴ تا ۳۸)

اگر انسان میں ذرا سی بھی عقل سلیم ہو تو ذرا تو سوچے کہ اپنے ارادہ اور قدرت سے اتنے عظیم مقصد کے لئے قربان ہونے والا! ازلی الوہیت کا حامل! مصلوب ہونے کی گھڑیوں میں یوں مایوس، بے قرار اور غمگین ہو کر اس صلیبی موت سے بچ نکلنے کے لئے اتنی پریشانی اور دل سوزی سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کیوں مانگتا رہا؟ جبکہ وہ خود تثلیث کے تین اقنوموں (باپ، بیٹا۔ روح القدس) میں سے ایک تھا! پھر اس کی یہ دعا قبول کیوں نہیں ہوئی۔ اور جب قبول نہیں ہوئی تو بہ رضا و رغبت جان۔ جان آفریں کے سپرد کرنے کی بجائے سولی کا پھندا دیکھ کر اس نے یہ واویلا کیوں کی کہ" اے میرے خدا : اے میرے خدا!! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا! اور بالآخر چیختے ہوئے کیوں جان دی۔؟ پھر جب اس خدا کے بیٹے! نے اپنی رضا و رغبت سے جان ہی نہیں دی تو گناہوں کا کفارہ کیوں کر ہوا! اور کیا وہ بھی خدا ہو سکتا ہے جسے موت آ جائے۔ خواہ تین دن کے لئے ہی مرے۔ اس کی ذات تو حیّ قیوم

ہونی چاہیئے جو نہ صرف خود زندہ رہے بلکہ اوروں کی حیات کا مدار بھی اس کی حیّ و قیوم ذات پر ہو۔

ماسٹر برکت اے خان صاحب! اگر صبر و رضا کے پیکر ہی دیکھنا ہیں تو کربلا والوں کا حال ہی پڑھ لیجئے کہ حق کی خاطر چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے کس صبر و رضا کے ساتھ جان۔ جان آفریں کے سپرد کی۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ آن سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

آٹے کے ٹھاکر جی کے مقام کی انتہائی بلندی اور پستی کے متضاد نمونہ کی تمثیل کی طرح انجیلوں کے مطالعہ کے دوران کئی مقامات انجیل نویسوں کی ظالمانہ تحریف کا چیخ چیخ کر شکوہ کرتے ہیں۔ چناں چہ۔ ایک طرف متی اپنی انجیل میں یسوع کا یہ ارشاد درج کرتا ہے کہ:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان وزمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا" (متی ۵ = ۱۷-۱۸)

دوسری طرف متی کی اسی انجیل کے اسی باب ۵ کی آیات ۳۸ تا ۴۲ میں یہی یسوع موسوی احکامات کو کھل کر منسوخ کر کے ایسے نئے شرعی احکامات نافذ کرتا ہے جو موسوی احکامات کی بالکل ضد ہیں۔ اور صرف اسی پر بس نہیں کیا جاتا بلکہ یوحنا اپنی انجیل کے باب ۱۰ کی آٹھویں آیت میں یسوع کی زبان سے نعوذ باللہ یہاں تک کہلوا دیتا ہے کہ :۔

"جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں" (یوحنا ۱۰:۸)

اسی طرح ایک طرف یسوع کو رحم و کرم کا پیکر بتایا جاتا ہے۔ دوسری طرف

یہ ظالم انجیل نویس کہیں اس کے کردار کو اس طرح مسخ کرتے ہیں کہ :۔

(ل) جب وہ بھوک سے بے تاب ہو کر انجیر کے درخت کے پاس گیا اور اس میں سوائے پتوں کے اور کچھ نہیں پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا تو جھٹ بد دعا دی کہ :۔

"آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے اور انجیر کا درخت اسی وقت سوکھ گیا۔"

(متی ۲۱ : ۱۹) (مرقس ۱۱ : ۱۳، ۱۴)

(ب) کہیں ایک کنعانی عورت اس سے مدد مانگتی ہے اور وہ اسے نہایت ترش روئی سے جھڑک کر جواب دیتا ہے کہ :۔

"لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں" (متی ۱۵ : ۲۶)

ان دونوں واقعات میں یسوع کو انجیل نویسوں نے کتنا ظالم اور جاہل ظاہر کیا ہے۔ اگر انجیر کے درخت میں اس وجہ سے پھل نہ ہوں کہ انجیر کا موسم نہ تھا تو اس بے چارے انجیر کے درخت کا کیا قصور اس صورت میں اس کی شاخوں میں انجیر نہ پا کر اسے خشک ہونے کی بددعا دینا بے رحمی بھی ہے اور جہالت بھی۔ اسی طرح اس کنعانیہ کو "کتیا" سے تمثیل دینا کیسی متکبرانہ بات ہے۔

یسوع کے شاگردانِ رشید!

(ج) ایک اور جگہ اس کے شاگرد رشید پطرس کے متعلق انجیل نویس مرقس یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ :۔

"پطرس اسے الگ لے جا کر اسے ملامت کرنے لگا۔ مگر اس نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا۔" اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو! کیوں کہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا

خیال رکھتا ہے۔" (مرقس ۸ : ۳۲-۳۳)

اس واقعہ کو بیان کرکے مرقس نے یسوع کی شخصیت کو کتنا داغ دار کر دیا ہے کہ پطرس جو اس کا محبوب ترین اور مقبول ترین شاگرد تھا اور جو اس کے بعد اس کا جانشین بننے والا تھا۔ (متی ۱۶ : ۱۹) وہ بھی شیطان اور مردود ثابت ہوا۔ جب سب سے زیادہ چہیتے اور اعلیٰ ترین شاگرد کا یہ حال تھا تو باقیوں کا تو اللہ ہی حافظ ہوگا۔ اور اس سے یسوع پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں کا نہیں بلکہ ایسے ملامتی شیطانوں کا استاد تھا اور ان میں سب سے زیادہ چہیتے — پطرس — کی سعادت مندی کا تو یہ حال تھا کہ اس نے خود یسوع کو ملامت کی۔ یہی وہ شاگرد رشید بھی تھا جس نے یسوع کے گرفتار ہونے پر مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین دفعہ یسوع کا شاگرد ہونے سے انکار کیا (متی ۲۶ : ۶۹ تا ۷۵) دوسرے شاگرد رشید یہوداہ اسکریوتی نے صرف تیس روپے رشوت لے کر اپنے منبع روحانیت یسوع ہی کو گرفتار کروا دیا (متی ۱۰ : ۴) وہ بھی اس منافقانہ انداز سے کہ: "جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے۔" (مرقس ۱۴ : ۴۴) صلیب دی جانے والے دن سے پہلی رات یسوع زار و قطار روتا رہا اور شاگرد پڑے سوتے رہے۔ حالاں کہ اس نے خود انہیں جاگتے رہنے کو کہا تھا۔ (متی ۲۶ : ۳۹، ۴۰) ساتھ ہی سعادت مند شاگردوں کی عقیدت مندی کا یہ عالم تھا کہ " شاگردوں نے جب اسے جھیل کے پانی پر چلتے دیکھا تو ڈر گئے اور چلائے کہ بھوت ہے۔ (متی ۱۴ : ۲۶)

پولسی مسیحیت کا ظالم وجابر خدا!

محترم پولوسی مناد!

آپ نے " بشارت انجیل " کے صفحہ ۹ پر بڑی عقیدت سے لکھا ہے کہ :-

"اپنے مسیح یسوع کی دنیا میں آمد کے مقصد عظیم اور گنہ گاروں کی خاطر صلیبی موت گوارا کرنے میں ذات الٰہی کے فلسفۂ محبت و نجات اور الٰہی بخشش میں اس کے فضل و کرم کے کمالات پر غور کیا تو میں نے جانا کہ منجی مسیح مصلوب کے بغیر مجھ گنہ گار کی نجات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

انجیل نویسوں کے پیش کردہ ان حضرت یسوع کو اپنی یہ صلیبی موت کہاں تک گوارا تھی اس کا تفصیلی حال تو گذشتہ صفحات میں ابھی آپ کے گوش گذار کیا جا چکا ہے۔ سولی کو دیکھ کر "الوہی الوہی لما شبقتنی! (اے میرے خدا، اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) کا شکوہ کرنے اور بڑی آواز سے چیخ کر جان دینے والے کی موت کو گوارا قرار دینا، عقل و شعور تو کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ پھر آپ کا یہ دعویٰ! کہ گنہ گاروں کے لئے یسوع کی صلیبی موت ذاتِ الٰہی کے فلسفۂ محبت، نجات اور الٰہی بخشش میں اس کے فضل و کرم کے کمالات کا اظہار ہے یہ پڑھ کر تو عقل سلیم سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ بھلا وہ خدا جو:-

۱۔ بغیر فدیہ لئے گنہ گاروں کو معاف کرنے پر تیار نہ ہو۔ (۲) فدیہ کا بھی ایسا ظالمانہ ڈھب اختیار کرے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق ایک ازلی معصوم ہستی کو قاتلوں، زانیوں، چوروں ڈاکوؤں اور دنیا بھر کے خبیثوں کے کفارہ کے لئے قربانی کا بکرا بنا کر سولی پر لٹکا کر لعنتی موت مارے۔ (۳) پھر ظلم کی انتہا یہ کہ وہ غریب آخری وقت تک سخت پریشانی، دل سوزی، بے دلی، بیقراری اور غمگینی کے عالم میں گھٹنے ٹیک کے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگے کہ مجھے اس طرح سولی پر نہ چڑھوا مگر وہ اس کی ایک نہ سنے وہ "الوہی الوہی لما شبقتنی" (اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) کہہ کہہ کر آہ و زاری اور شکوہ و فریاد کرے اور آخر بڑی آواز سے چلا کر دم دیدے

لیکن اس بے رحم پولوسی مفروضہ خدا کو ذرا رحم نہ آئے اور اپنے اکلوتے کی فریاد و آہ بکا کو رد کر کے اس طرح دم لے کر ہی دم لے ! کیا ایسا خدا - ! بخشنے والا - نجات عطا کرنے والا - محبت والا اور عادل خدا کہلائے گا ؟ یا ظالم - جابر - بے رحم اور سخت بے انصاف ڈکٹیٹر کہلائے گا - ؟ اور کیا اس ظلم اور ناانصافی کو جو پاپیوں اور بدمعاشوں کے گناہوں کے کفارہ کی خاطر اکلوتے بیٹے پر کی گئی - الٰہی بخشش میں اس کے فضل کے کمالات کہا جاسکتا ہے - ؟ اگر - گنہ گاروں کو بغیر سزا دیئے معاف کرنا ہی مقصود تھا تو کیا وہ بحیثیت قادر مطلق بغیر اس ظالمانہ غیر عادلانہ کفارہ کے اپنی رحمت خاص اور مغفرت عام سے گنہ گاروں کو عام معافی نہیں دے سکتا تھا ؟ ایسے ظالم کو خدائے محبت ! اور اس تثلیثی پولوسی چکر کو مذہب محبت " کہنا کھلی دجالیت اور فریب کاری ہے -

بھلے آدمی ! مکار پولس کے اس مشرکانہ من گھڑت عقیدہ تثلیث کی لغویات سے پاکیزہ عیسوی تعلیمات کا کیا رشتہ - ؟ یہ تو سب اس دشمن عیسٰیؑ کی عیسائیت کے خلاف سازش ہے - خدارا گمراہی کے اس بھنور سے نکل کر حضرت عیسٰیؑ کے حقیقی حواری بنیئے - اللہ تعالٰی آپ کا شرح صدر فرمائے - آمین -

جناب ماسٹر برکت اے خان صاحب !

اس عقیدہ کے ایک اور دجل پر بھی ذرا عقل سلیم کے ساتھ غور کیجئے - کہ اللہ کے بیٹے کی قربانی تو آج سے صرف ۱۹۸۱ سال قبل عمل میں آئی - اس کے بعد کے منکر، ناہنجار تو چلو یسوع کے کفارہ کو قبول نہ کرنے کے جرم میں جہنم رسید ہوں گے لیکن جو اربوں، کھربوں مخلوق یسوع سے قبل ہو گذری وہ کس جرم میں ناحق ماری گئی - کیوں کہ اس وقت تک تو یہ فدیہ عظیم " سینٹ

پالی مسیحیت کے رحیم و کریم خدا نے نازل ہی نہیں فرمایا تھا کہ اس پر ایمان لا کر وہ بے چارے گنہگار اس کفارہ کے ذریعہ اپنی بخشش کا سامان کرتے۔ غالباً اسی بدنصیبی کی وجہ سے انجیل نویسوں نے یسوع کی زبانی ان کے حق میں کہلوایا ہے کہ "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں (یوحنا ۱۰: ۸)

اسلام کا رحیم و کریم اللہ اور رحمۃ للعالمین نبی

پولس کی دجالیت کے شکار پادری برکت اے خان صاحب!

اللہ رب العالمین کی شانِ رحیمی کا حسن اگر دیکھنا ہے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ اس قرآن پاک میں دیکھئے ۔ جو ۱۴۰۰ سال سے آج تک ہر تحریف و تبدل سے پاک صحیفہ الٰہی الفاظ میں من وعن موجود و محفوظ و مامون ہے اور دنیا کی تمام آسمانی کتابوں سے کہیں زیادہ دن رات دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہر وقت پڑھا جاتا ہے اور کیوں نہ پڑھا جائے جب کہ باری تعالےٰ نے اس کا نام ہی "قرآن" یعنی پڑھی جانے والی "کتاب" رکھا ہے جو کتابیں پڑھی ہی نہ جائیں وہ سمجھی کیا جائیں گی اور سمجھی ہی نہ جائیں تو ان پر عمل کیا ہوگا! اور اگر کبھی کبھار پڑھی بھی جائیں تب بھی جب الٰہی الفاظ میں نازل شدہ کوئی نسخہ ہی موجود نہ ہو اور محض انسانی ترجمے ہوں اور ان میں بھی تغیّر و تبدل کا یہ عالم ہو کہ ہر نیا ایڈیشن نئی ترمیمات کے ساتھ شائع ہوتا ہو۔ تو اس کثیر الاشاعت، غیر معتبر، انسانی تحریفات کے شکار پلندہ کی اہمیت ہی کیا ہے؟ کیوں کہ محرف اور متبدل ترجموں کا یہ ڈھیر الٰہی فرمودات کا نہیں

بلکہ انسانی تحریفات کا دجالی پروپیگنڈہ ہے

رہی قرآن حکیم کی شان۔ تو باری تعالےٰ نے اس بابرکت کتاب کی ابتدا تو ہی اپنی شان رحمانی کے ذکر سے فرمائی ہے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے۔ اور پھر ہر سورۃ کے شروع میں یہی رحمانی، رحیمی امرت جام رحمت میں گھول کر پلایا ہے (صرف سوائے سورۃ توبہ کے۔ کیوں کہ اس تمام سورۃ میں اس ذوالجلال والاکرام نے اپنی رحیمی نہیں بلکہ جلالی شان کا اظہار فرمایا ہے) پھر پہلی ہی سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ ہی میں مجرموں۔ خطاکاروں اور گنہ میں حد سے نکل جانے والوں کے حق میں خود کو مالک یوم الدین ” کہا ہے۔ عادل یوم الدین۔ نہیں کہا۔ یعنی خود کو فیصلہ کے دن کا مالک کہا ہے۔ فیصلے کے دن عدل کرنے والا نہیں کہا۔ کیوں کہ عادل، معاف نہیں کر سکتا۔ لہذا ۔ فیصلہ کے دن خود کو مالک یوم الدین فرمانے میں بھی درپردہ اس کی وہی شان رحمانیت اور رحیمیت ہی کارفرما ہے۔ کیوں کہ اگر اس دن وہ علیم وقدیر عادل و منصف بن جائے تو کون بخشا جائے! ہاں بحیثیت مالک فعال لمایرید اپنی مرضی کا مالک ہے جسے چاہے بخش دے۔ جسے چاہے نواز دے

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

نزول قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ تنزیلٌ من الرحمٰن الرحیم ۵ (حٰم سجدہ ۴۱ : ۲) یعنی یہ کتاب اس کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ نیز فرشتوں کی زبان میں ارشاد ہے۔

(المومن ۴۰ : ۷) اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور ارشاد ہے۔

(الزمر ۳۹: ۵۳) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ نیز ارشاد ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (الاعراف ۷: ۵۶) بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں سے قریب ہے۔ نیز فرمایا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا (بنی اسرائیل ۱۷: ۸۲) اور ہم قرآن سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور پھر انتہائی خوش خبری یہ عطا فرمائی ہے کہ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام ۶: ۱۲) اس نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ بتائی ہے کہ

(الانبیاء ۲۱: ۱۰۷) یعنی اے میرے حبیبؐ ہم نے تم کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

پادری صاحب!

اسلام کے اس رحیم و کریم اللہ کی بجائے سینٹ پالی پولوسیت نے اپنے مفروضہ خدا کو کتنا ظالم! جابر! بے رحم اور ناانصاف ظاہر کیا ہے۔ اسلام کے "خدائے رحمت" سے پولوسیت کے مفروضہ "خدائے ظالم" کا کیا رشتہ ہے۔

نیز اسلام کے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی عالمگیری وسعتوں کی یہ شان ہے کہ اس کا رب۔ ربّ العالمین (یعنی سارے عالموں کا رب) اس کا نبی رحمت اللعالمینؐ (یعنی سارے عالموں کے لئے رحمت)

اور اس کا قرآن کریم ھدیً لِّلنَّاس یعنی ساری انسانیت کے لئے ہدایت) ایسے عالمگیر منبع انوار سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پولوسیت کے اس یسوع سے کیا تقابل جو انجیر کے درخت میں رجب کہ وہ انجیروں کا موسم ہی نہ تھا انجیر نہ پاکر اسے پھٹ سے بددعا دے کہ "آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے" اور اسے سکھا دے۔ (مرقس ۱۱: ۱۴) متی ۲۱، ۱۹، ۲۰) کوئی کنعانیہ رحم مانگنے آئے تو اس سے اس طرح دھتکار کر پیچھا چھڑانا چاہے کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں"۔ (متی ۱۵: ۲۶) اور صاف صاف اعتراف کرے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔ (متی ۱۵: ۲۴) اور شاگردوں کو بھی صاف صاف نصیحت کرے کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰: ۵+۶) اس کے برعکس اسلام کا خدا ربّ العالمین اسلام کا نبی رحمۃ اللعالمین اور قرآن کریم ھُدیً للنّاس یعنی سارے عالموں کے لئے ہدایت ہے۔

پولسی مسیحیت کی تحریف کا شاہکار!

پادری صاحب! پولوسیت نے جس ڈھٹائی سے تعلیماتِ عیسوی میں تحریف کی ہے اس کی ایک نہایت واضح مثال یہ ہے کہ متی ۱۵: ۲۴ میں تو یسوع کا یہ صاف صاف قول موجود ہے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی ۱۵: ۲۴) اور اپنے شاگردوں کو بھی اس نے کھلی نصیحت کی ہے کہ: "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے

پاس جانا" (متی ۱۰ : ۵ - ۶) لیکن جب عالمی سیاسی غلبہ کا بھوت پولوسیت کے سر پر سوار ہوا تو متی کی اسی انجیل میں یہ اضافی جملے بڑھا دیئے گئے "کہ آسمان و زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں"

(متی ۲۸ : ۱۸ تا ۲۰)

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ پہلے دو فرمودات یسوع بھی جوں کے توں اسی انجیل متی میں موجود ہیں اور بعد میں بڑھایا ہوا اضافی فرمان بھی اسی ڈھٹائی سے تحریف کی یہ دجالیت پولوسیت ہی کا خصوصی کمال ہے ایک طرف وہی یسوع (متی ۲۸ : ۲۰) میں یہ کہتا ہے کہ "میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں" دوسری طرف وہی یسوع کھلی کھلی بشارت دیتا ہے کہ :-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا (جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (النجم ۵۳ : ۳، ۴) (النجم ۵۳ : ۳، ۴) اور وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا۔ بلکہ یہ صرف وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے) اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶ : ۱۲-۱۴)

اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار یا وکیل یا شفیع بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی سچائی کا روح" (یوحنا ۱۴ : ۱۶)

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"۔ (یوحنا ۱۴ : ۲۵ - ۲۶)

"میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار یا وکیل یا شفیع تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا" (یوحنا ۱۶ : ۷)

پادری صاحب! اس تاکستان کے مالک۔ آسمانی باپ (متی ۲۱ : ۳۳ تا ۴۳) کو قبول فرما کر اپنی دنیا و عافیت کو سنوار دیئے کیوں کر پولوسیت کے دام تزویر میں پھنس کر آپ حضرت عیسیٰؑ کے پیشگوئی فرمودہ رحمت اللعالمین سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی دید کی صلاحیت ہی سے محروم ہو گئے ہیں اور اس وعید نے آپ کو آگھیرا ہے:۔

"یسوع نے ان سے کہا "کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا (یعنی سب نبیوں کے آخر میں آنے والے آخری نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے؟" (زبور ۱۱۸ : ۲۲، ۲۳) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا پیس ڈالے گا (متی ۲۱ : ۴۲ تا ۴۴)

پادری برکت اے خان صاحب! یسوع کی زبانی یہ الفاظ کہ:۔
"آسمان وزمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اوران کو باپ، بیٹے۔ روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو.....
اور دیکھو دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" یقیناً پولوسی دجالیت کی من گھڑت اور بعد کا اضافہ ہے۔

پس

چھوڑیئے پولوس کے مفروضہ ظالم وجابر ناانصاف اور بے رحم مفروضہ خدا کو اور آجایئے حضرت عیسیٰؑ کے پیشگوئی دادہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حضور منبع انوار خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامانِ رحمت میں جن کی جامع جمیع الصفات ذات میں حضرت عیسیٰؑ ہی نہیں بلکہ جملہ انبیاء کرامؑ جمع ہیں ؎

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری،

جن کے امتی صدق دل سے تمام انبیاءؑ کے چاہنے والے اور ہر آسمانی کتاب کی دل سے تصدیق کرنیوالے ہیں۔ اسلام ہی حقیقی دینِ محبّت ہے۔
کیوں کہ جب وہ ہر مذہب کے بانی سے پیار کرنا سکھاتا ہے تو اسے ہر امت کو گلے لگانے سے عشق کیوں نہ ہوگا۔ اسلام کوئی صفاتی مذہب نہیں ہے کہ دوسرے صفاتی مذاہب سے ٹکرائے (کیوں کہ مختلف صفات ایک دوسرے کی ضد ہونے کی وجہ سے آپس میں ٹکرانے پر مجبور ہیں) بلکہ وہ تمام مذاہب عالم کا جامع "دین ذات" ہے۔ فیھا کتب قیمۃ (۹۸ ،۲) (جس میں تمام قائم رہنے والی کتابیں ہیں) اس لئے تمام ادیان عالم کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لھذا۔

اسلام قبول کرنے والا "تبدیل مذہب" نہیں بلکہ تکمیل دین کرتا ہے

یعنی "صفات" کے دریاؤں سے گذر کر "ذات" کے سمندر میں آجاتا ہے اور چاند تاروں کی طرح جگمگاتے انبیاء کی محبت کو سراجاً منیراً (خود روشن رہ کر دوسروں کو روشنی عطا کرنے والے سورج) صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کامل میں سمو دیتا ہے سو

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ۔ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبیست

(یعنی آپ اپنے آپ کو حضور خاتم النبین رحمتہ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ کر دے اگر تو نے ان کو نہ پایا تو تیرا تمام دعویٰ معرفت نری بولہبی ہے۔

پس اسی نبی رحمت، رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش رحمت میں آکر اپنے دل کی اس تڑپ کی تسکین کیجیے جس سے مجبور ہو کر آپ نے "بشارت انجیل" کے صفحہ ۱۴ پر تثلیث پرست مسیحیوں کو "فرزندان توحید" لکھ کر دل میں اٹھنے والی اس ہوک کا اظہار کر دیا ہے۔

پادری صاحب! بندگان تثلیث "کو فرزندان توحید" ثابت کرنے کی آپ کی یہ لاحاصل کوشش دراصل اس حقیقت کی غمازی کر رہی ہے کہ مسلمانوں سے بحث و تکرار کرتے کرتے اسلام آپ کے لاشعور پر مسلط ہو چکا ہے اور آپ "فرزندان توحید" کی صف میں شامل ہونے کی غیر شعوری شدت احساس سے مجبور ہو کر یہ جملے لکھ گئے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ فقراءِ ہند کے بشارتی فرمودات کے تحت بھارت ورش کا اب اسلام کے آغوش میں آنا مقدر بن چکا ہے۔ لھذا ۔ وہ بھی نہ صرف یہ کہ اپنی دیرینہ چھوت چھات اور ذات پات کی تفریق ختم کر کے بیوہ کا نکاح اور طلاق (عقد ثانی جیسے اسلامی قوانین کو اپناتے جا رہے ہیں بلکہ پچھلی پاک بھارت

جنگ کے بعد کھلے بندوں اپنے اخباروں اور ریڈیائی نشریات میں اپنے مرنے والوں کو "شہید" کہنے لگے ہیں۔ حالاں کہ ہندو مت میں "شہادت" کا کوئی تصور ہی نہیں ان کے یہاں تو پُنر جنم کا چکر ہے پس یہ لاشعوری شوق شہادت، اسلام کی آغوش میں آنے کی تڑپ میں ان کے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔ بہر حال فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ "فرزندانِ توحید" کی صف میں شمولیت کی آپ کی یہ آرزو جلد از جلد پوری کرے۔ آمین۔

"بشارت انجیل" میں آپ نے لکھا ہے کہ ماشری کے پیشہ کے ساتھ ساتھ آپ گذشتہ ۴۰ سال سے مشنری امور انجام دیتے رہے ہیں اور آپ نے ۱۶ سال میں ۲۱ پمفلٹ لکھ کر اب تک ان کی تقریباً دو لاکھ کاپیاں شائع کی ہیں عقیدہ تثلیث سے اس دیوانگی عشق کے باوجود بدقسمتی یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا اور پھیلایا اس کا تعلیمات عیسوی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ عقیدہ تثلیث "تو حضرت عیسیٰؑ کے دشمنوں نے بڑی عیاری سے دینِ عیسوی کو تباہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے گھڑ کر زبردستی ان کے نام تھوپ دیا ہے۔ کاش آپ نے میری کتاب "عیسائی مشنری سے ملاقات" تعصب اور ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر خلوص نیت سے پڑھ لی ہوتی تو شرح صدر ہو کر شمع توحید کی کوئی نہ کوئی کرن ضرور نظر آجاتی مگر آپ نے تو چھوٹتے ہی اس پرخلوص پیش کش کو ابطالی، فرضی، بناوٹی بے حقیقت قرار دے کر ٹھکرا دیا۔ سہ

چوں نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پادری صاحب کا اعتراف حق!

جناب پادری برکت اے خان صاحب!

"بشارت انجیل" آپ نے مجھے اس نوٹ کے ساتھ بھیجی ہے کہ صفحہ ۲ آپ کے لئے

ہے: چنانچہ صفحہ ۲۰ پر میرے متعلق آپ نے یہ گوہر افشانی فرمائی ہے کہ :-

"سنہ ۱۹۶۴ء میں ویشد ادا انجمن، این ۱۱۵- کورنگی ۴- کراچی ۳۱- نے ایک قدآدم اشتہار "دام تثلیث" شائع کرکے عوام کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے ایک غلط کوشش کی بے تنک یہ دام تثلیث" اشتہار کلیسائے پاکستان کی تمام بشارتی سرگرمیوں اور مسیحی اداروں کے خلاف ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کا موجب بن سکتا تھا۔ کیونکہ یہ پاکستان کے تمام شہروں، ریلوے اسٹیشنوں، مسجدوں، کالجوں، پنجاب یونیورسٹی اور بازاروں میں جگہ بہ جگہ چسپاں و آویزاں کیا گیا تھا (اس کی ایک قدآدم کاپی ابھی تک میرے پاس موجود ہے")

شکر ہے کہ آپ نے نکمل کر یہ اعتراف تو کیا کہ ہم فقراء مبلغین اسلام کم از کم سنہ ۱۹۶۴ء سے کلیسائے پاکستان کو دعوت قبول حق دے رہے ہیں۔ رہا آپ کا یہ الزام کہ "دام تثلیث" کی اشاعت سے ہمارا منشاء فتنہ و فساد برپا کرنا تھا۔ تو آج تک بھی اس کے تعلق سے کسی فتنہ کا برپا نہ ہونا خود اس الزام کی عملی تردید ہے۔

محترم پادری برکت اے خان صاحب!

فقراء "مصلح" ہوتے ہیں، "مفسد" نہیں ہوتے۔ لیکن سچ چونکہ کڑوا ہوتا ہے اس لئے ان کی صداقت بیان سے چراغ پا ہو کر فسادی ذہن خود ہی آمادۂ فساد ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن سے کوئی انتقام نہ لینے کی درج ذیل دردمندانہ نصیحت کرنے والا یسوع کہ :-

"تم سن چکے ہو کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کرکے تیرا کرتا لینا چاہے

تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا (متی ۵: ۳۸ تا ۴۲) ان کی مفسدانہ روش سے تنگ آ کر بالآخر چیخ اٹھتا ہے کہ:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں. صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں کیوں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں" (متی ۱۰: ۳۴ - ۳۵)

"میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا" (لوقا ۱۲: ۴۹)

"کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں. ہاں کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ جدائی کرانے" (لوقا ۱۲: ۵۱)

استادی کے لبادہ میں ماسٹر برکت اے خان کی خطرناک مشنری سرگرمیاں

"بشارت انجیل" کے صفحہ ۲ پر ہمارے اشتہار "دام تثلیث" کے تذکرہ سے پہلے آپ نے بڑی معصومیت سے ملک و قوم سے اپنی وفاداری کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

"مخالف عناصر کے لئے میرا ہمیشہ یہی جواب رہا ہے کہ میں پاکستانی مسیحی ہوں میری پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے. میری مستقل رہائش پاکستان میں ہے. میں کسی سیاسی جماعت کا رکن نہیں. میں اپنے ملک کا وفادار ٹیچر ہوں. میں عرصہ ۳۸ سال سے بطور ایک اسکول ٹیچر اپنے ملک پاکستان کے بچوں میں درس و

تدریس کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ ملکی قانون کی رو سے میرا حق ہے کہ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کروں۔"

آپ کے اس معصومانہ بیان کا ناقدانہ تجزیہ کیا جائے تو اس کا ایک جملہ بھی آپ کے حق میں نہیں جاتا مثلاً آپ نے لکھا ہے کہ میری پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے یہ بات آپ کے اپنے ہی بیان کی رو سے بالبداہت غلط ہے کیوں کہ ۱۹۸۳ء تک جبکہ آپ نے "بشارت انجیل" تحریر فرمائی ہے پاکستان کو صرف ۳۰ مہینوں کے اضافی شمار کے ساتھ، یا اکتیس سال کا عرصہ ہوا جب کہ آپ ۳۸ سال سے تو ماسٹری ہی کر رہے ہیں یعنی پاکستان کے وجود میں آنے سے ۷ سال قبل سے۔ لہٰذا آپ کا یہ بیان قطعاً غلط ہے کہ آپ کی پیدائش پاکستان میں ہوئی۔ آپ پاکستان میں نہیں بلکہ غیر منقسم ہندوستان کے برطانوی اقتدار کے اس دور میں پیدا ہوئے جب کہ سینٹ پالی منادوں نے انگریزی حکومت کے بل بوتے پر خطۂ پنجاب کو اپنی خصوصی شکارگاہ بنا رکھا تھا۔

(۲) آپ کا یہ لکھنا بھی صحیح نہیں کہ آپ بطور اسکول ٹیچر پاکستان کے بچوں میں صرف درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کیوں کہ اسی "بشارت انجیل" کے صفحہ پر آپ نے صاف صاف لکھا ہے کہ:۔

"کچھ عرصہ پیشتر ایک دیہاتی اسکول میں ملازمت کے دوران بھی میرے دل میں جذبۂ بشارت کارفرما رہا۔ دیہاتی بچوں کو سنڈے سکول کے ذریعہ مذہبی تعلیم دیتا رہا۔ بالغوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی دیتا تھا۔ میں نے متعدد بار کرسمس کے دنوں میں ڈراموں کے ذریعہ دیہاتی عوام کو انجیل مقدس کے پیغامات نجات سننے کے مواقع فراہم کئے۔ کئی بشارتی ٹیموں کے ساتھ مل کر دور دراز علاقوں

میں بشارتی خدمت انجام دی۔ میری ہمیشہ یہی خواہش رہی اور کوشش ہے کہ مسیح میں نجات کے الٰہی انتظام کی خوش خبری کو دوسروں تک پہنچاؤں۔"

کیا آپ کی اس تحریر سے صاف ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ استادی کا لبادہ تو آپ نے محض اپنی خطرناک مشنری سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اوڑھ رکھا ہے ورنہ اصل مقصد تو بھولے بھالے معصوم دیہاتی ذہنوں کو چپکے چپکے تثلیث کے پرفریب جال میں پھانسنا ہے۔ جیسا کہ خود آپ نے "بشارت انجیل" کے صفحہ ۱۵ پر ورلڈ کونسل آف چرچز کی یونائٹڈ بائبل سوسائٹی کے سٹڈی سکریٹری مسٹر جی۔ ایچ۔ ولفنس برگر" کا آپ کے متعلق درج ذیل اظہار خیال ان کی کتاب کے صفحہ ۵ سے نقل فرمایا ہے۔

"One of the fellow workers in Christ in akistan is Mr. Barkat A. Khan, a teacher in the Church Scotland Mission High School at Sialkot Cantt. r Khan does his evangelistic work during his holidays nd other spare time He makes a special point of ttending religious meetings of Muslims, visiting osques and talking with maulvies. I make every effort strike up friendship with maulvies because it is these eople who are opposed to Christianity and cause atred and resentment in the minds of their fellow luslims.

Mr. Khan notes down the addresses of people who ow interest and by now some five hundred Muslims are contact with him through correspondence, dispatch of erature and visits. He has found that inviting them his *own house, away from censorious eyes and in a* imate of hospitality, leads to the best conversations nsequently I have set apart a large room in my house this purpose for several years and I use it as a ading-room too and keep some literature there.

(یعنی پاکستان میں مسیحی تبلیغ کرنے والے ہمارے ایک ساتھی مسٹر برکت اے خان ہیں جو چرچ آف اسکاٹ لینڈ مشن ہائی اسکول سیالکوٹ چھاؤنی

میں بحیثیت مدرس کام کرتے ہیں۔ اور اپنی تعطیلات اور دوسرے فاضل اوقات میں انجیل کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے مذہبی اجتماعات میں شرکت اور مساجد میں پہنچ کر مولویوں سے گفتگو کرنے پر اپنی خصوصی توجہ مرکوز رکھتے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) "میں مولویوں سے دوستی پیدا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو عیسائیت کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ذہنوں میں اس کے خلاف نفرت اور غم و غصہ پیدا کرتے ہیں۔

مسٹر خان ان لوگوں کے پتہ نوٹ کر لیتے ہیں جو دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اب تقریباً پانچ سو ایسے مسلمان ہیں جن سے ان کا بذریعہ خط و کتابت بذریعہ ترسیل لٹریچر اور بالمشافہ ملاقات۔ رابطہ ہے۔ ان کا تجربہ ہے کہ ناقدانہ محتسبانہ نگاہوں سے دور اپنے گھر بلا کر مہمان داری اور خاطر و مدارات کی فضا میں انہیں بہتر افہام و تفہیم کی جا سکتی ہے۔ چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ "میں نے کئی سال سے اپنے گھر میں اس کام کے لئے ایک بڑا کمرہ وقف کر رکھا ہے اور میں اسے مطالعہ کے کمرہ کی حیثیت سے بھی استعمال کرتا ہوں اور وہاں کچھ لٹریچر بھی رکھتا ہوں"

پادری برکت اے خان صاحب!

کیا مسٹر برگر نے آپ کی ہمہ وقتی مشنری سرگرمیوں کی گواہی دے کر یہ ثابت نہیں کر دیا کہ ماسٹری محض ایک لبادہ ہے جو آپ نے مشنری مقاصد چھپانے کے لئے اوڑھ رکھا ہے۔ جیسے اسمگلر اپنی سماج دشمن سرگرمیوں پر پردہ ڈالے رکھنے کے لئے بظاہر کوئی کاروبار بھی کرتے رہتے ہیں سه

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

(چاہے کوئی بھیس بدل لے میں تو تجھے تیرے قد کے انداز سے ہی پہچان لیتا ہوں)

چنانچہ استاد ہونے کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ موقع پاتے ہی سوات جیسی ٹھیٹھ اسلامی ریاست پر بھی اپنا مشنری وار کرنے سے نہیں چوکے جیسا کہ بشارت انجیل کے ص ۳۲،۳۲،۳۱ پر آپ نے اعتراف کیا ہے کہ:۔

"پہاڑوں کی اوٹ میں اس عزیب دنیا میں انجیل کی منادی جان جوکھوں کا کام ہے۔ کئی بار بعض من چلے مبشرین جو وہاں انجیل کی منادی کے لئے گئے وہ فوراً سوات سے نکال دیئے گئے کیوں کہ چند سال پیشتر سوات میں انجیل کی منادی پر پابندی تھی ــــ ایک دفعہ موسم گرما کی تعطیلات کے دنوں میں مختلف اسکولوں کے اساتذہ کا ایک کیمپ سوات گیا۔ بصورت ٹیچر مجھے بھی اس کیمپ میں جانے کا موقع مل گیا۔ ہمارا یہ کیمپ منگورہ اور سیدو شریف کے درمیان بر لب سڑک کالج ہاسٹل میں تھا۔ ہم ہر روز سوات کے مختلف سرسبز خوشگوار علاقوں کی سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ دوسرے اسکولوں کے علاوہ "بجرین مڈل اسکول" کے اساتذہ اور طلباء سے بھی ہماری ملاقات ہوئی۔ اساتذہ کو اسکولوں اور اس کے عملہ کے طلبائے سے اور ان اسکولوں کے طریقۂ تعلیم سے دلچسپی ایک قدرتی امر تھی۔ لہٰذا؟ ہم کئے متعدد اسکولوں کے اساتذہ سے اور کالج اسٹاف سے ملاقات کی۔ جن جن اسکولوں میں ہم گئے میں نے ان اسکولوں کے اساتذہ کے نام اور پتے نوٹ کر لئے اور ان کو لٹریچر بھیجنے کا وعدہ کیا۔ کیوں کہ خدا نے میرے دل و دماغ اور روح و باطن میں یہ چیز ڈال دی کہ اس ممنوعہ علاقہ میں اپنے دوستوں کو

بذریعہ ڈاک ہی انجیل کا پیغام بشارت پہنچایا جا سکتا ہے۔ چناں چہ واپس گھر پہنچ کر میں نے اپنے سواتی دوستوں کو بذریعہ ڈاک انجیل مقدس کے حصے اور چٹھیاں ارسال کردیں۔ انجیل مقدس کے حصے اور کیب سچین لٹریچر پڑھنے کے بعد میرے بعض سواتی دوستوں کی طرف سے کئی دلچسپ خطوط موصول ہوئے۔ اسی طرح میں نے اس علاقے کے کئی دوکانداروں، طلباء اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگوں تک انجیل مقدس کے حصے پہنچائے اور ایک شخص کو نیا عہد نامہ بھیجا...........

... ہمارے اس کیمپ کے ٹیچروں نے سیدو شریف میں بادشاہ سے ملاقات کی۔ اس سے ہاتھ ملایا۔ بادشاہ بڑا ضعیف العمر تھا۔ وہ بڑا پرہیزگار متقی بزرگ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے دورانِ ملاقات ہمیں میٹھا رس پینے کے لئے دیا اور ہماری خیرو عافیت پوچھی۔

دوسرے سال پھر پاسبانوں کا ایک کیمپ بغرض سیرو تفریح سوات پہنچا۔ اس کیمپ کو بھی اسی کالج ہوسٹل میں ٹھہرنے کا موقع میسر آیا۔ اس کیمپ کے ساتھ جانے کے لئے خدا نے مجھے بھی موقع دیا۔ میں اس دفعہ اس غرض سے سوات گیا تاکہ اب میں اپنے ان دوستوں سے ملاقات اور گفتگو کروں جن کو میں بذریعہ ڈاک کرسچین لٹریچر بھیجتا رہا تھا۔ آپ نے غور کیا کہ اگر کسی مبشر کی روح کے باطن میں جذبۂ بشارت انجیل کارفرما ہے تو خدا بند دروازوں اور پہاڑوں کو مجبور کر کے انجیل مقدس کا پیغام نجات پہنچانے کے لئے ہمیں استعمال کر سکتا ہے۔"

کہیئے پادری صاحب!

کیا اس اعتراف کے بعد بھی یہ حقیقت پوشیدہ رہ جاتی ہے کہ آپ

ماسٹری کی آڑ میں کس طرح دامِ تثلیث پھیلانے اور امتِ مسلمہ کے خلاف مسلسل مذہبی سازش کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ پھر بھی آپ کا دعویٰ ہے کہ "میں کسی سیاسی جماعت کا رکن نہیں۔ میں اپنے ملک کا وفادار ٹیچر ہوں" اور لطف کی بات یہ ہے کہ "آپ نے خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ پر اعتراف فرمایا ہے کہ :۔

"شدت کی گرمی میں ایک رات ہم کو کالی کوٹھری میں بند رکھا گیا پھر اگلے دن ہم کو زنجیروں سے باندھ کر عدالت میں حاکموں کے سامنے پیش کیا گیا ہم پر یہ غلط الزام لگایا گیا کہ ہم انجیل کی منادی کے پردہ میں اپنے ملک کے وفادار شہری نہیں۔ تین ماہ تک ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کی خوب کوشش کی گئی تاکہ ہمیں سزا دلوائی جائے اور بشارت انجیل سے روک دیا جائے"

اس بیان کی حقیقت تو ارباب حکومت ہی کے علم میں ہوگی کہ آپ کیوں پکڑے گئے اور کیسے چھوٹے لیکن اس سے یہ ثبوت ضرور ملتا ہے کہ "آپ پر ایک دفعہ ملک سے غیر وفاداری کا الزام بھی لگ چکا ہے اور تین ماہ مقدمہ بھی چلا ہے۔"

آپ نے ملکی قانون کا حوالہ دے کر بڑے زعم سے اپنا یہ حق جتایا ہے کہ "ملکی قانون کی رو سے میرا یہ حق ہے کہ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کروں" سوال یہ ہے کہ کیا مذہب کے نام پر فراڈ کی اجازت بھی کوئی مذہب دے سکتا ہے۔؟ پھیلائی جائے پولوسیت اور نام لیا جائے مسیحیت کا۔ اور اس طرح ایک وار میں دو شکار کرکے عیسائیت اور اسلام دونوں کی جڑوں پر کلہاڑا چلا جائے۔ وہ بھی علمی درسگاہوں، ہسپتالوں اور رفاہی اور فلاحی اداروں کا بھیس بدل بدل کر، مشنری سرگرمیوں کے لئے استاد کا روپ دھار کر، غریب کی بھوک، مریض کی بیماری، ضعیف کی لاغری۔ نوجوانوں کی بے راہ روی یا علمی

تڑپ سے ناجائز فائدہ اٹھاکر! یہ مذہبی تبلیغ ہے یا دجالیت! دھوکہ
فریب! اور مجبوروں اور بےکسوں کے دین وایمان پر ڈاکہ! سے

یہ سرخ صلیبی سوغاتیں یہ امدادیں! یہ خیراتیں
ہے سودا دین وایمان کا۔ یہ ایڈ (Aid) نہیں! بیعانہ ہے

شانِ رسالتؐ میں گستاخیاں!

آپ نے "بشارت انجیل" کے صـ۱۲ پر سینیٹ پالی مشنریوں کو بشارت کے طریقے سکھاتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ "الزامی اور حجت بازی کے طرز تحریر و تقریر سے پرہیز کریں... اور نہ دوسرے مذاہب کی کمزوریوں پر انگشت نمائی کریں"۔ نیز صـ۱۵ پر مشورہ دیا ہے کہ "آپ جن دوستوں کے درمیان بشارتی خدمات انجام دینا چاہتے ہیں ان کے مذہبی عقائد اور اصولوں کو سمجھنے کے لئے خوب مطالعہ کریں"۔ لیکن سیرت المسیح" اور "بشارت انجیل" میں طنز آمیز اشاروں میں حضور منبع انوار رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر اوچھے حملے کر کے اسلام اور ملت اسلامیہ دونوں کے متعلق اپنی معلومات اور علمی تحقیقات کے دیوالیہ پن کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ "سیرت المسیح" میں اگر آپ مسیح کو ابن اللہ کی بجائے اللہ ہی بنا دیتے تو اسے آپ کی اندھی عقیدت کے غلو کی معراج تصور کر کے صبر کر لیا جاتا۔ لیکن آپ بار بار یسوع کی تعریف کی آڑ میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح حملے کرتے چلے گئے ہیں۔

(۱) جہان کے منجی مسیح خداوند نے بچپن میں نوشت وخواند میں دسترس حاصل کی وہ بے علم اور امی نہ تھا۔ (سیرت المسیح صـ۶)

(۲) ہم مخلوق پرست نہیں۔ نہ کسی قبر یا پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔
(سیرت المسیح صـ۱۵)

(۳) وہ ہمارے درود و صلوٰۃ کا محتاج نہیں کیوں کہ وہ ہماری نجات و شفاعت کے لئے آسمان پر زندہ ہے (سیرت المسیح ص۱۶)

(۴) اس کے عظیم نام کے ساتھ حضرت کی اضافت اس کی شان الوہیت کو زیب نہیں دیتی کیوں کہ یہاں پر خاص و عام ایک دوسرے کو حضرت! حضرت کے القاب سے خطاب کرتے ہیں (سیرت المسیح ص۱۸)

(۵) بعد ازاں ایسے مذاہب نے جنم لیا جنہوں نے اپنے مذہبی اصولوں میں یہ بات شامل کر لی کہ :۔

مسیحی کلیسیا کفر کی بنیادوں پر رکھی گئی ہے۔ لھذا مسیحیت کو مٹا دینا کارِ ثواب ہے۔ اس کے باوجود مسیحی کلیسیا کی دنیا میں بالادستی اور عالمگیر حیثیت قائم ہے۔ (سیرت المسیح ص۲۲)

"بشارت انجیل" میں آپ نے ذات اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں طنز کیا ہے۔

(۶) یوں اپنی روحانی بادشاہت میں عوام الناس کو بلا امتیاز شامل کرنے کے لئے اس کو کسی مذہبی جنگ و جہاد یا لشکر کشی کی ضرورت پیش نہ آئی کیوں کہ اس کے طریقے آسمانی اور روحانی تھے۔ اس نے اپنی قدرت والے موثر کلام حق کے وسیلہ سے اپنے مخالفوں پر غلبہ حاصل کیا (بشارت انجیل ص۴۲)

پادری صاحب!

آپ کی بدنصیبی ہے کہ وحی کے پانی کا ایک گھونٹ بھی آپ بدنصیبوں کو نصیب نہیں۔ انسانوں کے ہاتھوں لکھی ہوئی۔ ہزاروں تحریفات کا داغ اپنے چہرے پر لئے۔ یسوع کی محض سرگذشت، اندھے عقیدت مندانہ انداز میں پڑھ پڑھ کر آپ کی چشم بصیرت جاتی رہی ہے اور اب آپ کو ـــ

وحشت میں ہر اک نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

(۱) آپ کا مسیح کی سیرت نویسی کی آڑ میں منبع انوار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بے علم اور اُمّی ہونے کا طنز "انا خیر منہ" والی "ابلیسی انا" سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا پہلے تو یہاں "اُمّی" کے معنی "جاہل" کرنا سب سے بڑی جہالت ہے۔ کیوں کہ "اُمّ" کے لفظی معنی ماں، جڑ، منبع نمونہ لغت میں دیئے گئے ہیں۔ اُمّ القریٰ (بستیوں کی ماں) مکہ معظمہ کو۔ اُمّ الکتاب (کتاب کی ماں جڑ یا خلاصہ) سورہ فاتحہ کو۔ اُمّ القوم (قوم کی ماں) سردار قوم کو کہا جاتا ہے۔ "ماں" چوں کہ خاندان کی اُمّ یعنی جڑ یا منبع ہوتی ہے اس لئے اسے "اُمّی" "میری ماں" کہا جاتا ہے۔ پس اُمّی وہ ہوا جسے علوم کے منبع سے علم ملا۔ اور جو سارے علوم کا منبع بنا۔ یوں بھی جن ظاہری علوم پر آپ نے "سیرت المسیح" میں تفاخر اور ناز کیا ہے ان علوم کے بانی بھی سب کے سب آپ کی لغت کے لحاظ سے ان پڑھ اور جاہل ہی تھے کیوں کہ جس نے ایک سے نو تک اور پھر لامحدود گنتی سب سے پہلے دنیا کو دی، اس نے پہلے کس سے پڑھا تھا؟ جس نے ا.ب یا A.B سب سے پہلے سکھائی اس نے کس سے سیکھی تھی۔؟ یہی نہیں دنیا کے موجودہ ہر علم اور تحقیق کا پہلا موجد آپ کی لغت کا جاہل اور ان پڑھ ہی تھا۔ کیوں کہ اس نے انسانوں سے نہیں بلکہ انسانوں کو عطا کئے جانے والے علم کے منبع سے یہ عطیہ پایا تھا۔ پس وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم جس کو علم لدنی کے اس باطنی سوتے سے وہ عظیم قرآن کریم عطا ہوا جس کی ایک آیت جیسی بھی آج تک کوئی بڑے سے بڑا علم کی ڈینگ مارنے والا نہ لکھ سکا۔ اسے بے علم اور جاہل کہنا خود اپنے جاہل مطلق ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ اُمّی تو ہر علم کی اُمّ یعنی ماں ہے۔ اُمّ یعنی ماں ہے۔ جڑ ہے، منبع ہے۔

وہ کسی دنیاوی استاد کا شاگرد نہیں کیونکہ اس کا علم (وہبی ذندرت کا عطا کیا ہوا) ہے کسبی (سیکھ کر حاصل کیا ہوا) نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ (النجم ۵۳: ۵) اسے مضبوط قوتوں والے نے سکھایا ہے۔

وہ مرصاحب علم کے لئے نہ صرف کامل علمی بلکہ اعلیٰ ترین انسانی اخلاق و کردار کا اکمل ترین عملی نمونہ بھی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی خود وحی الٰہی نے قرآن کریم میں یوں گواہی دی ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ (۶۸: ۴) (اور تم اعلیٰ ترین اخلاق کے حامل ہو)

(۲) آپ نے یہ لکھ کر کہ ہم کسی قبر یا پتھر کو بوسہ نہیں دیتے بظاہر بڑا کدوں میں تیر مارا ہے۔ پادری صاحب! وہ بت پرست مشرک جو ۳۶۰ بتوں کے پجاری تھے۔ ان سے نہ صرف بتوں کی پرستش چھڑا دینا۔ بلکہ ساتھ ہی پتھروں سے تعمیر شدہ خانہ کعبہ کے سات طواف مناسک حج میں شامل کر کے۔ حجر اسود کے بوسہ کو ہر طواف کا نقطہ آغاز بنانا اور پھر بھی ان پتھروں کی پرستش کا تصور تک ان کے ذہن میں نہ آنے دینا۔ رشد و ہدایت کا کتنا بڑا کارنامہ اور تبدیلیٔ کردار کا کتنا بڑا کمال ہے۔

اگر سامنے سے پتھر بالکل ہٹا دیا جاتا تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ اگر پتھر سامنے آجائے تو ممکن ہے پھر بت پرستی شروع کر دیں جیسے موسیٰؑ کے ساتھیوں نے موقع پاتے ہی گئو سالہ پرستی شروع کر دی تھی۔ لیکن ہر طواف میں پتھر (حجر اسود) کو بوسہ دلوا کر زبان فاروقؓ سے یہ کہلوانا کہ اے حجر اسود! میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک سیہ پتھر ہے لیکن میں تجھے صرف اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ میرے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے شعائر طواف میں اس کا چومنا اپنی سنت بنا دیا ہے یہ کتنی بڑی بت شکنی اور حق آگاہی ہے۔

کجا یہ بت شکن عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کجا یسوع کے وہ بے وفا حق فراموش ساتھی کہ۔ وہ پطرس جو یسوع کا محبوب ترین اور ہونے والا خلیفہ تھا اس نے یسوع کے گرفتار ہونے پر مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین دفعہ اس کا انکار کیا۔ (متی ۲۶: ۶۹ تا ۷۵) مظلوم یسوع سولی کے خوف سے رات بھر دعائیں کرتا رہا اور انہیں بھی جاگتے رہنے کی نصیحت کی مگر یہ سب کے سب پڑے سوتے رہے (متی ۲۶: ۴۱، ۴۲) یسوع کی گرفتاری کے وقت ایک ساتھی کے کپڑے اتر گئے تو ننگا ہی بھاگ لیا (مرقس ۱۴: ۵۱، ۵۲) اور بدبخت یہوداہ اسکریوتی نے تو صرف تیس روپیہ رشوت لے کر یسوع کو اس منافقانہ انداز سے گرفتار کرایا کہ "جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے" (متی ۲۶ : ۴۸)

پادری برکت اے خان صاحب!

کجا حجر اسود کو چومنے کا وہ پاکیزہ انداز اور کجا اس خبیث یہوداہ اسکریوتی کا یسوع کو مجرم کر کر گرفتار کروانے والا منحوس بوسہ! خود یسوع کے حق میں بھی ایسے بے وفا اور غدار مسیحی اگر عاشقان رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ طنز کریں کہ وہ ان کی قبر سے بھی پیار کرتے ہیں اور ان کے چومے ہوئے پتھر کو ان کی سنت یقین کر کے چومتے ہیں تو کیا انتہائی بے حیائی اور بے غیرتی نہیں ہے! ۔ پادری صاحب! یہ یسوع کے بے وفا شاگردوں کے میر کارواں یہوداہ اسکریوتی کا وہ غدارانہ بوسہ نہیں ہے جس سے اس زہریلے ناگ نے محبت کا روپ دھار کر مظلوم یسوع کو ڈسا تھا۔ یہ ان عاشقان رسول کا بوسہ ہے جو آج بھی اپنے نبی کی شان میں ذرا سی گستاخی کو بھی ایک لمحہ برداشت نہیں کرتے۔ اور پھر یہ پاکیزہ بوسہ مسیحیوں کے کم از کم دو ہزار سال پرانے سڑے ہوئے مفروضہ مقدس تیل کو سر پر ملنے سے تو بہتر ہے۔

آئی نہ بڑھا پا کی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ! ذرا بندِ قبا دیکھ!

آپ نے بڑے زعم سے لکھا ہے کہ:-

" وہ ہمارے درود و صلوٰۃ کا محتاج نہیں کیونکہ وہ ہماری نجات و شفاعت کے لئے آسمان پر زندہ ہے۔"

دراصل آپ سینٹ پالی، وہ بدنصیب ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کی پاکیزہ تعلیمات سے یکسر محروم لہ کر پولس کے تثلیثی جال میں پھنسے ہوئے اس مکھی کی طرح نجات کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں جو مکڑی کے جال میں پھنس کر زندگی کی آرزو میں تڑپ تڑپ کر مرجاتی ہے اسی بشارت انجیل کے منشا پر آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ:-

" اس نے سب سے بڑا کام اور معجزہ یہ کیا کہ ہماری نجات اور گناہوں کی معافی کی خاطر اپنی جان کا کفارہ ادا کیا۔ اس نے صلیب پر اپنی جان قربان کردی۔ وہ مصلوب ہوا اور صلیب پر مرگیا۔ پھر اسے دفن کیا گیا لیکن وہ نبیوں کی پیشگوئیوں کی بموجب اور اپنے وعدہ کے مطابق تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا اور وہ چالیس دن تک اپنے حواریوں یعنی رسولوں سے دیدار و کلام کرتا رہا۔ پھر وہ اپنے ان برگزیدہ رسولوں کے روبرو ان کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر زندہ بہ جسد عنصری اٹھایا گیا۔ وہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے دہنے سرفراز ہماری شفاعت کے لئے زندہ ہے"

پادری برکت اے خان صاحب!

" کسی کا ہمیشہ زندہ رہنا " اور مرکر پھر زندہ ہونا " میں بڑا فرق ہے۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق جو یسوع سولی پر مرچکا اس کا تین دن بعد زندہ ہو کر چالیس دن حواریوں سے دیدار و کلام کرتے رہنا۔ انجیل نویسوں کا محض شاعرانہ تخیل اور من گھڑت افسانہ نگاری ہے اور پھر چالیس دن بعد آسمان پر چڑھ جانا اور پھر ہمیشہ کے لئے خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھنا

(۵) من گھڑت ہے کہ عقل سلیم کی قوت برداشت کا اچھا خاصہ امتحان ہو جاتا ہے جب یسوع کا تین دن بعد زندہ ہو کر اسی زمین پر رہتے ہوئے یہ حشر ہوا کہ :-

"اور وہ رات کے چوتھے پہر جھیل پر چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔ شاگرد اسے جھیل پر چلتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے بھوت ہے۔ اور ڈر کر چلا اٹھے۔"

(متی ۱۴ : ۲۶)

(۶) اگر دو ہزار سال بعد آسمان سے زمین پر آیا تو کیا آپ کا پولوسی گروہ اسے پھر بھوت سمجھ کر ڈر اور گھبراہٹ میں اسے گولی ہی نہیں مار دے۔ یہ گمان یا کم از کم آپ سب اس سے ڈر کر اسے چھوڑ کر بھاگ ہی نہیں کھڑے ہوں گے۔؟

پھر آپ کی بائبل کے بقول "ایلیا" بھی بگولے میں آسمان پر زندہ چلا گیا۔

(۲ سلاطین ۱۱) تو آسمان پر چلا جانا اکیلے یسوع ہی کا کوئی خصوصی کارنامہ تو نہ ہوا۔

پھر آپ کا یہ "عقیدہ تثلیث" اور "عقیدہ کفارہ" بھی عجیب چوں چوں کا مربّہ ہے۔ ایک طرف تو آپ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ :-

"خدا میں تین شخص ہیں۔ باپ، بیٹا، روح القدس۔ خدا اس پاک تثلیث کا پہلا شخص ہے جو بیٹے اور روح القدس کا شروع ہے۔ یہ تینوں شخص آپس میں بالکل برابر ہیں ان میں کچھ فرق نہیں۔ (حالانکہ یسوع نے صاف کہا ہے کہ :-

"اے شیطان! دور ہو کیوں کہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی ۴ : ۱۰) اس لئے تینوں شخص یکساں الٰہی عزت کے لائق ہیں۔ یسوع مسیح سچا خدا اور سچا آدمی بھی ہے اور مقدسہ مریم سچ مچ خدا کی ماں بنی۔ باپ خاص کر قادر مطلق اس لئے نہیں کہلاتا کہ وہ زیادہ قدرت والا ہے بلکہ اس لئے کہ پاک نوشتوں میں۔ قدرت باپ کی، دانائی بیٹے کی اور پاکیزگی روح القدس کی کہلاتی ہے"! (مسیحی تعلیم" پاک تثلیث" صفحہ ۱۹ تا ۲۷ - شائع کردہ

پنجاب درنیکل کا کتھولک ٹرتھ سوسائٹی، ۸ کچہری روڈ انارکلی۔ لاہور)

دوسری طرف گناہگاروں کے کفارہ میں یسوع کو تین دن مرکر جی اٹھنے والا مانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یسوع تین خداؤں میں کا ایک یا ایک خدا کے تین میں کا ایک (سمجھ میں نہیں آتا کہ پولس کی اس تگڑم" کی وضاحت کن الفاظ میں کی جاسکتی ہے) ہے تو پھر (خواہ تین دن کے لئے ہی سہی) وہ مرا کیوں؟ اور جب مرا تو خدا کیوں کر رہا۔؟ پھر جب " دانائی بیٹے کی " ہے تو تین دن کے لئے خدا کی دانائی بھی مرگئی تو پھر اس غیر دانائی یعنی حماقت اور بے وقوفی کے تین دنوں میں نظام عالم چوپٹ کیوں نہ ہوگیا۔؟ پھر جب یسوع یعنی بقول آپ کے اکلوتے الٰہی برخوردار! پیدا ہی کفّارہ کے لئے ہوئے تھے تو پھر سولی کی خبر سن کر دن رات پھر واویلا کیوں کرتے رہے اور بچ جانے کی دعائیں کیوں مانگتے رہے؟ (متی ۲۶: ۳۶ تا ۵۰، مرقس ۱۵: ۳۳ تا ۳۷) اور سولی دیکھ کر ایلی ایلی لما شبقتنی! (اے میرے خدا اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) کیوں چلّائے؟ کیا اس طرح زبردستی کی موت کفّارہ کہلا سکتی ہے۔؟ پھر مزید حیرت یہ ہوتی ہے کہ جب اکلوتے بچے نے ہمت چھپا ہی دی تھی اور بڑی التجا اور زاری سے بار بار سولی سے بچ جانے کی دعا کی تھی تو پولوسیت کے مفروضہ خدائے محبت یعنی اس اکلوتے کے باپ کو پھر بھی رحم کیوں نہ آیا؟ ؎

ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہئے!
خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھئے

پادری صاحب!

آپ اکیلے یسوع کے موت کے بعد جی اٹھنے کا بڑے زور و شور سے ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں حالاں کہ قرآن حکیم گواہی دیتا ہے کہ:۔

اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے والے تمام شہداء مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿ (البقرۃ ۲: ۱۵۴)	اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ (مردہ نہیں بلکہ) زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿ (آل عمران ۳: ۱۶۹)	جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مرے ہوئے نہ سمجھنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق مل رہا ہے

جس نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور اس کے لائے ہوئے دین کی اشاعت وتبلیغ میں مر کر جی اٹھنے والے شہداء کی تعداد جب اتنی ہو کہ نہ کوئی حد ہو نہ حساب۔ اس زندہ جاوید حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جاوداں کا کیا کہنا! اسی لئے ابد تک ساتھ رہنے والے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی پیشگوئی اللہ رب العالمین نے آج بھی آپ کی محرف انجیلوں میں محفوظ رکھی ہے چناں چہ ملاحظہ ہو یسوع کا یہ قول :۔

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (یوحنا ۱۴: ۱۶) لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ؎

آنکھ والا تیری قدرت کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!

اب رہی حضور منبع انوار رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وصلوٰۃ کی حقیقت تو قرآن حکیم میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے :۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب ۳۳: ۵۶)

اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ میں معروف ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اسی طرح معروف صلوٰۃ ہو جاؤ اور سلام بھیجو (اچھا) اسلام

پادری صاحب! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ رات دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے ہیں اور یہ کہ مومنین بھی رات دن اسی طرح درود پڑھتے رہیں۔ اسلام کردار و عمل کا دین ہے۔ سینٹ پال پولوسیت کی طرح چھومنتر کا مذہب نہیں کہ ایک معصوم کو اللہ کا بیٹا بنا کر اسے بدمعاشوں اور گناہ گاروں کے گناہوں کا کفارہ تسلیم کر کے ان خبیثوں مجرموں کے لئے قربانی کا بکرا بنا دیا اور جھٹی ہوئی صلوٰۃ کی حقیقت اسی سورہ احزاب میں ارشاد کردہ اس آیت سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (الاحزاب ۳۳: ۴۳)

وہی تو ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر رحیم ہے۔

گویا مومنوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ مومنوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتے ہیں لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ اور ملائکہ کی صلوٰۃ کا یہ مطلب ہوا کہ وہ اس سراپا نور (المائدہ ۵: ۱۵) سراجاً منیرا (روشن کرنے والے سورج (۳۳: ۴۶) کے کام کی راہ میں حائل ظلمتوں کو دور کر کے نور توحید پھیلانے میں اس کی تائید و نصرت فرماتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی ان کے رفقاء کار بن کر دین حق کی اشاعت و تبلیغ میں لگ جاؤ تاکہ یسوع کی تعلیمات کی راہ سے بھٹکی ہوئی پولوسی دجل

کی شکار بھیڑوں اور دیگر گمراہ امتوں کی رہنمائی کر کے انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کے اجالے میں لاسکو۔ اور اس طرح وہ بے چین بھٹکتی روحیں دامان رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں آکر ابدی قلبی سکون حاصل کر سکیں۔

یہ تو ہے یصلّون علی النبیؐ کا عملی پہلو۔ ساتھ ہی عاشقان رسول الثقلینؐ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رات دن درود وسلام پڑھتے رہنا تو یہ اس لئے ہے کہ اس کے طفیل اپنے لئے برکت ورحمت حاصل کر سکیں اور اسلام کی تبلیغ عالمگیر کی توفیق پا سکیں۔ نیز دنیا کے گوشہ گوشہ سے حضور منبعِ انوار خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہر وقت تحفہ ہائے درود بھیجے جاتے رہنے سے آپؐ کے محمدؐ یعنی سب سے زیادہ تعریف کئے گئے۔ ہونے کی تصدیق ہوتے رہے۔

نذرانۂ صلوٰۃ (منجانب فقیر سعید بن وحید)

(حیدرآباد دکن پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ کے وقت۔ کافروں کو دعوتِ اسلام دینے کے جرم میں بانیٔ تحریک علیہ الرحمہ کے ساتھ چنچل گوڑہ جیل (بلدہ حیدرآباد) میں قید کی سنّتِ یوسفی کی ادائی کے دوران عرض کردہ نذرانۂ صلوٰۃ کے چند اشعار)

صلوٰۃ اسؐ پر کہ جسؐ پر خود صلوٰۃ اللہ نے بھیجی! صلوٰۃ اسؐ پر صلوٰۃ ہیں بھیجتے جسؐ پر ملائک بھی

صلوٰۃ اسؐ پر دو عالم میں معلّٰی شانؐ ہے جسؐ کی صلوٰۃ اس پر کہ ہستی ماحیُ البُطلانؐ ہے جسؐ کی

صلوٰۃ اسؐ پر جو حاشر رحمۃ اللعالمینؐ ہے جو جو سیدِ انبیاء کا۔ سیدِ کُل مرسلین ہے جو

سراج الاولین والآخریں ہے جو رسولؐ اللہ ہے جسؐ کا حزب حزبُ اللہ، جس کا دین، دینؐ اللہ

ہے قبلہ جسؐ کا بیتُ اللہ مطیع جسؐ کا مُطیع اللہ ھُوَاللہ غیب ہے جسؐ کا۔ کلام اسؐ کا کلام اللہ

صلوٰۃ اسؐ پر جو بے وحیِ خدا کچھ بھی نہیں کہتا صلوٰۃ اس پر کہ جامع کُل کلاموں کا کلام اس کا

ہے رفرف اور براق اس کی سواری ہو صلوٰۃ اس پر
الیٰ وراء الوریٰ جو ذات پہنچی ہو صلوٰۃ اس پر

صلوٰۃ اس پر مقامِ احدیت جس کا ٹھکانہ ہے
صلوٰۃ اس پر جو بن کر کافۃً للناس آیا ہے

صلوٰۃ اس پر کہ اُمت اُخرِجت للناس ہے جس کی
بیان للناس لے کر جو نبی آیا کتاب اپنی !

صلوٰۃ اس پر کہ جو مرسل الی الناس جمیعاً ہے
صلوٰۃ اس پر مثیلِ انبیاء جس کے صحابہؓ تھے

صلوٰۃ اس پر مصلّیٰ جس کا ہے روئے زمیں ساری
زمین و آسمان میں فیض جس کی ذات کا جاری

صلوٰۃ اس پر غنیمت ہے حلالاً طیّباً جس کو !
صلوٰۃ اس ذات پر ہے خاتمِ کُل انبیاء ہے جو

صلوٰۃ اس پر امینؐ اور شفیع المذنبین ہے جو
صلوٰۃ اس ذات پر ہے سیدِ کُل مرسلین ہے جو

ہے جیسے الصلوٰۃ والسلام اس ذات پر پیہم
ہے اس کے آل و اہل، اصحاب پر بھی الصلوٰۃ ہر دم

صلوٰۃ اس پر بشارت جس کی یوں عیسیٰ نبی نے دی
"کہ جب تک میں نہ جاؤں گا وہ روحِ حق نہ آئیگی"

"وہ سچائی کا رُوح آ کر وہ سب باتیں بتائے گا
کہ جو میرے لئے ممکن نہیں تم کو بتا سکتا"

"اَبد تک ساتھ دے گا جو تمہارا وہ شفیع ہے وہ"
"ہے جملہ انبیاء کا جو سہارا وہ شفیع ہے وہ"

صلوٰۃ اس پر کہ جس کے واسطے پہلے ہی اللہ نے
لیا تھا نصرت و ایمان کا میثاق نبیوں سے

صلوٰۃ اس پر کہ قبلہ جس کا ہے سردار قبلوں کا
صلوٰۃ اس پر کہ جامع جس کا کلمہ سارے کلموں کا

صلوٰۃ اس پر اٹھا ابرِ نبوت جس سمندر سے
صلوٰۃ اس جامعہ پر منضم ہیں جس میں مدرسے روح کے

صلوٰۃ اس پر نبوت اور ولایت کا جو سرچشمہ
صلوٰۃ اس پر صحابہؓ جس کے کہلائے رضی اللہ!

صلوٰۃ اس پر کہ ذوالکفلین جس کی ہستی والا
ولایت میں وہی پنہاں خلافت میں وہی پیدا!

صلوٰۃ اس پر صفت جس کی ہے احمد اور محمد نام
صلوٰۃ اس پر کہ جو ہے ماحی الاوثان والاصنام

صلوٰۃ اس پر کہ جس کی ذات ہی دنیا کی حاشر ہے
صلوٰۃ اس پر کہ جو عاقب ہے، سب نبیوں کے آخر ہے

صلوٰۃ اس پر کہ ہے بارعب نصرت جس کی دنیا میں
صلوٰۃ اس پر ہے روحانی حکومت جس کی دنیا میں

صلوٰۃ اس پر کہ جو ہے خاتم کل انبیاء بے شک ۔ صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کا غیب دو ر اولیاء بے شک
صلوٰۃ اس پر امام الانبیاء معراج میں جو تھا ۔ صلوٰۃ اس پر جو سورج ہے نبوت کے ستاروں کا
صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کے دین سے اللہ راضی ہے ۔ صلوٰۃ اس پر بوقت حشر جس کی ذات قاضی ہے
صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کا دین اکمل نعمت اتمّ ہے ۔ صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کی ذات سردارِ دو عالم ہے!

صلوٰۃ اس پر کہ اللہ کی طرح ہے یہ بھی لاثانی !
کہ اللہ ہے تعالیٰ اللہ تو مَثَلُ الْاَعْلیٰ ہے یہ بھی !

صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ نے اپنے روحانی تصرف سے ۔ الٹ کر رکھ دیئے تختے شہنشاہانِ عالم کے
صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ نے قیصر و کسریٰ کو کی تبلیغ ۔ نہ چھوڑے گورے کالے، راجہ و پرجا کو کی تبلیغ
صلوٰۃ اس پر کہ جب آیا تو سارے دیں ہوئے مردہ ۔ صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کا دین ہی لاریب دینُ اللہ
صلوٰۃ اس پر کہ لَا تَثْرِيْبَ مفتوحوں کو فرمایا! ۔ لگا سینہ سے جو اسلام کی آغوش میں آیا !
صلوٰۃ اس پر کہ امّ الالسنہ جسؐ نے زباں پائی ۔ صلوٰۃ اس پر ہوئی اُمُّ القریٰ میں جسؐ کی بعثت بھی
صلوٰۃ اس پر کہ جسؐ کے قلب پر نازل ہوا قرآں ۔ کہ جس کی ایک آیت بھی بنا سکتا نہیں انساں !
صلوٰۃ اس پر کہ کعبہ جس کا ڈھایا جا نہیں سکتا ۔ صلوٰۃ اس پر نہ بدلا جسؐ کے قرآں کا کوئی نقطہ
صلوٰۃ اس پر کہ ایماں جسؐ پہ لانا فرض نبیوں پر ۔ بنیں فاسق نہ ایمان لاکے نصرت گر کریں آکر !
صلوٰۃ اس پر کہ مُلہَم آج بھی ہیں امتی جسؐ کے ۔ شرف ہیں لقاءُ اللہ سے اب بھی ولی جسؐ کے
صلوٰۃ اس پر کہ جس کے امتی اس کے زجاجہ ہیں ۔ صلوٰۃ اس پر کہ جس کے امتی سردارِ عقبیٰ ہیں!
صلوٰۃ اس پر امامِ وقت جسؐ کے امتی بے شک ۔ قطب بھی غوث بھی، اوتاد بھی، ابدال بھی۔ بے شک

صلوٰۃ اس پر کہ جو خود رحمۃٌ للعٰلمین ہے
صلوٰۃ اس پر کہ جس کا رب ہی ربُّ العٰلمین ہے

پادری صاحب! یسوع کی تعریف کی آڑ میں آپ کا یہ طنز پڑھ کر کہ اس کے عظیم نام کے ساتھ حضرت کی اضافت اس کی شان الوہیت کو زیب نہیں کیونکہ یہاں ہر خاص و عام ایک دوسرے کو حضرت یا حضرات کے القاب سے خطاب کرتے ہیں ۔ کسی کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ :۔

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے ! لیلیٰ نظر آتا ہے

انجیل میں یسوع کا تذکرہ جس ادب و احترام سے کیا گیا ہے : یسوع کے (سعادت مند شاگرد) اسے جھیل پر چلتا ہوا دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ بھوت ہے۔" (متی ۱۴ = ۲۶)

"مسیح بے دینوں کی خاطر موا" (رومیون ۵-۶)

ایسے بد تہذیب بے ادب حضرت یا آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حُسنِ باطن کو کیا سمجھ سکتے ہیں ؟

(۵) پھر آپ نے اسلام سے متعلق کھل کر یہ بات کہی ہے کہ :۔

" بعد ازاں ایسے مذاہب نے جنم لیا جنہوں نے اپنے مذہبی اصولوں میں یہ بات شامل کر لی کہ مسیحی کلیسیا کفر کی بنیادوں پر رکھی گئی ہے لہٰذا مسیحیت کو مٹا دینا کارِ ثواب ہے۔"

اور پھر ڈینگ ماری ہے کہ :۔

" اس کے باوجود مسیحی کلیسیا کی دنیا میں بالادستی اور عالمگیر حیثیت قائم ہے۔"

آپ کے یہ دونوں دعوے قطعاً بے بنیاد اور حقیقت کے بالکل خلاف ہیں ۔

اسلام مذاہب عالم کو مٹانے نہیں ، مکمل کرنے آیا ہے ۔ اور پھر آپ کا اس دینِ اسلام پر بہتان ، جس نے اس وقت حضرت عیسیٰؑ کی عصمت و حرمت کی گواہی دی جب یہودیت انہیں نعوذ باللہ "ولد الزنا" قرار دے چکی تھی اور سینٹ پال دعویداران مسیحیت اس پر لعنتی موت مرنے کا فتویٰ صادر کر چکے تھے ۔ کتنی دھاندلی اور احسان فراموشی ہے !

ادھر حضور رحمۃ اللعالمینؐ کی بعثت سے چند سال قبل ہی یمن کے عیسائی گورنر ابرہہ کے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے عزم سے ہاتھیوں کی ہیبت ناک فوج کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ۔ ادھر مدینہ منورہ میں آ بسنے والے یہودیوں کے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف نفرت انگیز فاسدانہ پروپیگنڈے کے نتیجہ میں عرب کا بچہ بچہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام تک لینا برداشت نہ کرتا تھا۔ ایسی نفرت اور دشمنی کی فضا میں عیسیٰؑ کے وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ○ (آل عمران ۳ : ۴۵) (دنیا و آخرت میں وجاہت والا اور مقربوں میں سے) ہونے کے اعلان کا ردِّعمل اس کے سوا اور کیا ہوتا کہ ولما ضرب ابن مریم مثلًا اذا قومک منه یصدون ○ (الزخرف ۴۳ : ۵۷)

(اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس پر چلا اٹھتی ہے)

چناں چہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رفقاء کار کو سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ حضرت عیسیٰؑ کی عصمت و نبوت کی تصدیق کے لئے اتنا ایثار کرانے والا عیسائیوں کا دشمن کیوں کر ہوسکتا ہے۔ ہاں البتہ ان کافروں کو اس نے کھل کر جھوٹا کہا جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی محبت کا بہروپ بھر کر دین عیسوی کو یکسر مسخ کر دیا اور تثلیث کی دجالیت کا پاکھنڈ پھیلا کر۔ اللہ کے اس پاکیزہ نبی کو "ابن اللہ" قرار دے کر اس مشرکانہ عقیدہ کو مسیحیت کہہ کر پھیلایا اور ساری دنیا کو دھوکہ دیا۔ ایسے بدبختوں کے متعلق اس نے صاف صاف فرمایا کہ :-

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۖ ...... عَذَابٌ أَلِيمٌ ○
(المآئدہ ۵ : ۷۲، ۷۳)

"وہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے دیہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور

اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

" بے شک وہ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالاں کہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اگر یہ لوگ اپنی بات سے باز نہ آئے تو ان میں جو کافر ہوتے ہیں ان کو ضرور درد ناک عذاب پہنچے گا۔"

اور اپنے نزول کا ایک منشاء ہی یہ متعین فرمایا کہ:۔

وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۖ ..... اِلَّا كَذِبًا ۝

(الکھف ۱۸: ۴ تا ۵)

"اور نزول قرآن کا منشاء یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ ان کو اس بات کا کچھ علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔ اور یہ بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے۔"

اور پھر اس مجرمانہ عقیدہ پر اپنی سخت وعید فرمائی ہے کہ:۔

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا ۝ .... ولدا ۝ (سورۃ مریم ۱۹: ۸۸ تا ۹۲)

"اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے۔ یقیناً تم نے ایسی خطرناک حرکت کی ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں اور رحمٰن کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔"

(آج یہ عذاب ایٹمی جنگ کی صورت میں اس فاسد عقیدہ کے حاملین کے سروں پر موت بن کر منڈلا رہا ہے)

جہاں تک سینٹ پال مسیحیت کے عالم گیر غلبہ کا تعلق ہے تو اب خود عالمی شہرت کے برطانوی رسالہ (TIMES) نے اپنے سرورق پر صلیب کو ٹوٹا ہوا دکھا کر "کسر صلیب" کا عالمی ماتم کر دیا ہے۔ اب الوہیت مسیح کا جادو ٹوٹ چلا ہے اور سینٹ پال "ابن اللہ"

کا طلسم انشاء اللہ عنقریب عالمی بنیادوں پر ٹوٹنے کو ہے

فی الوقت آپ (TIMES) کے ۲۳ مئی ۱۹۶۷ء اور ۱۰ فروری ۱۹۶۷ء کے شمارے اٹھا کر پڑھ لیجئے تو آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس میں تحریر کردہ یورپی محققین ہی کی تحقیقات پڑھ لیجئے تو اگر شرح صدر نہ ہوا تو کم از کم پولوسیت سے اندھی عقیدت کا طلسم ضرور ٹوٹ جائے گا۔

(۶) اب رہا "بشارت انجیل" میں اسلامی احکامات جہاد پر آپ کا یہ طنز کہ :-

"اپنی روحانی بادشاہت میں عوام الناس کو بلا امتیاز شامل کرنے کے لئے اس کو کسی مذہبی جنگ و جہاد یا شکرکشی کی ضرورت پیش نہ آئی کیوں کہ اس کے طریقے آسمانی اور روحانی تھے۔ اس نے اپنے قدرت والے موثر کلام حق کے وسیلہ سے اپنے مخالفوں پر غلبہ حاصل کیا"۔ تو جہاں تک سینٹ پالیوں کی انجیل کے یسوع کی روحانی بادشاہت کا تعلق ہے اس کا تماشا تو زندگی ہی میں یہ نظر آتا ہے کہ اس کا سب سے مقرب اور چہیتا شاگرد پطرس مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین دفعہ اس کا انکار کرتا ہے وہ رات بھر آہ و بکا کرتا ہے اور سارے شاگرد پڑے سوتے رہتے ہیں۔ اس کی گرفتاری کے وقت سب بھاگ لیتے ہیں اور اسی کا ایک مردود شاگرد صرف تیس روپیہ رشوت لے کر کمینگی اور ریا کا بوسہ لے کر اسے گرفتار کرا دیتا ہے۔ پولوسیت کے ایسے یسوع کی روحانی بادشاہت اس کے بعد کتنی چل رہی ہوگی اس کے لئے مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ؎

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو!

یسوع کے ہونے والے شاگرد رشید پطرس تک کا یہ حال ہے کہ وہ "یسوع کو الگ لیجا کر اسے ملامت کرنے لگا۔ جس پر یسوع نے شاگردوں پر نگاہ کر کے اسے ملامت کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیوں کہ تو خدا کی

باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے" (مرقس ۸: ۳۲ تا ۳۴)

اب رہا اس کا عوام الناس کو بلا امتیاز اپنی روحانی بادشاہت میں شامل کرنے کا دعویٰ تو وہ بے چارہ تو صاف کہہ گیا ہے کہ اے شاگردو تم :۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰: ۵، ۶)

کیونکہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا .. . لڑکوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈال دینا اچھی بات نہیں" (متی ۱۵: ۲۴ تا ۲۶)

غالباً آپ اس کے جواب میں اسی متی کے اٹھائیسویں باب کی ۱۸ تا ۲۰، آیات کے یہ الفاظ فوراً دہرائیں گے کہ :۔

"آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸: ۱۸ تا ۲۰) لیکن اگر کسی میں ذرا سی بھی عقل سلیم ہو تو وہ یہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جو یسوع صاف صاف یہ کہہ چکا ہو کہ :۔

"میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (متی ۱۵: ۲۴

اور جس نے بار بار "آسمان کے مالک آسمانی باپ۔ مددگار۔ سچائی کا روح ابد تک ساتھ رہنے والے۔ آئندہ کی خبریں دینے والے اللہ کا جلال ظاہر کرنے والے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم" کے آنے کی بشارت دی ہو۔ وہ یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ :۔

"آسمان و زمین کا کل اختیار مجھے دے دیا گیا ہے پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو"

ظاہر ہے کہ یہ سب پولوسیت کی طرف سے بعد کا اضافہ ہے اور بے باکی کی انتہا یہ ہے کہ اسی متی کے باب ۱۰ اور باب ۱۵ کی متذکرہ صدر آیات کے بعد ہی جن میں کہا گیا ہے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا اور تم غیر قوموں کی طرف نہ جانا... بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جانا" اٹھائیسویں باب میں بالکل اس کی ضد یہ دو آیات گھسیڑ دی گئی ہیں اور تثلیثی فریب کا باپ بیٹا روح القدس کا جملہ بھی ٹھونس دیا گیا ہے جس کا چاروں انجیلوں میں اور کہیں ذکر نہیں۔ اسی ظلم اور دھاندلی کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ :-

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِندِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ○ (البقرۃ ۲ : ۷۹)	سو ان کے لئے حسرت ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑا سا مالی فائدہ حاصل کر لیں پس ان کے لئے حسرت ہے اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ان کے لئے حسرت ہے اس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں

اب رہا یہ دعوی کہ "اس کو کسی جنگ، جہاد، یا لشکر کشی کی ضرورت پیش نہ آئی" تو یہ ضرورت تو عالمگیر دین کی دعوت میں تبلیغ کی رکاوٹ دور کرنے کے لئے پیش آسکتی ہے بھیڑوں کی گلہ بانی میں نہیں۔ ممولوں کے مذہب میں شیران خدا کا جوہر کہاں۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ایک امیر کی تمثیل بیان کرتے ہوئے یسوع نے خود یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ :-

"میرے ان دشمنوں کو جنہوں نے نہ چاہا تھا کہ میں ان پر بادشاہی کروں یہاں لا کر میرے سامنے قتل کرو۔" (لوقا ۱۹ : ۲۷)

پھر اس ارشاد سے یسوع کا کیا مطلب تھا کہ :-

مگر اب جس کے پاس بٹوا ہو وہ اسے لے اور اسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خرید ے۔" (لوقا ۲۲ = ۳۶)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع کے بھی جی میں تھا کہ وقت آنے پر انہیں بھی لڑنے کا حکم دے۔ مگر جو نالائق شاگرد گرفتاری دیکھ کر ہی بھاگ لیں وہ فی سبیل اللہ جہاد کیا کرتے۔ البتہ عالمی چودھراہٹ کے حصول کے جنون میں سب سے پہلے ایٹم بم بنا کر اور دنیا بھر کے خونی تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد اور نہتی کمزور انسانیت پر آئی بربریت کہ صرف لاؤس کے محاذ پر ۲۰ لاکھ ٹن بارودی مادہ گرایا گیا۔ انہی بھیڑ نما بھیڑیوں کا شاہکار ہو سکتا ہے۔

اسی کو کہتے ہیں۔ بغل میں چھری زباں پر رام رام۔ اب تک عیسائی ہی دنیا کی ظالم واحد قوم ہیں جنہوں نے مخلوق خدا پر ایٹم بم گرایا۔ اگرچہ کہ ملحد اشتراکیوں نے بھی یہ مہلک بم تیار کر لئے ہیں لیکن تاحال مسیحی کہلانے والے بھیڑ نما ظالم بھیڑیوں، کے علاوہ کسی نے مخلوق خدا پر ایٹم بم نہیں گرائے۔

جناب ماسٹر برکت اے خاں صاحب!

خدارا اب اس ضعیف العمری میں اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کیجئے۔ بہت وقت کھو چکے اب بھی باز آ جائیے۔ اور صدق دل سے توبہ کر کے چھوڑیئے دجال پولس کے من گھڑت پولوسی تثلیثی مذہب کو اور اس کے مفروضہ اللہ کے بیٹے اور ناہنجار شاگردوں کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات توحید کو صدق دل سے قبول کرتے ہوئے اس نبی اُمّی رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامان رحمت میں آ جائیے جنہیں انہوں نے تاکستان کے مالک۔ آسمانی باپ۔ روح القدس آگ اور پانی سے بپتسمہ دینے والے (یعنی مالک الملک کی جمالی اور جلالی، دونوں قوتوں کے مظہر اتم) سچائی کا روح۔ ابد تک ساتھ رہنے والے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں سے آنے

والا بتایا ہے۔ اور قبول کر لیجئے اس قرآن پاک کو جسے یوحنا عارف کے مکاشفہ میں ایک ایسی کتاب بتایا گیا ہے، جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی۔ (یعنی حافظوں کے سینے کے اندر بطور حافظ محفوظ اور باہر کاغذوں پر لکھی ہوئی) اور اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا (یعنی سورۃ فاتحہ کی سات آیات جنہیں سبعًا من المثانی دبار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں (الحجر ۱۵ : ۸۷) اور قرآن پاک کی سات منازل) سات مہریں لگنے سے قرآن پاک کا ہر تحریف سے محفوظ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے (ملاحظہ ہو یوحنا عارف کا مکاشفہ ۵ : ۱)

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے　　تری نگاہ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

وما علینا الا البلاغ

ایک نظر ادھر بھی

گزشتہ صدیوں میں سینٹ پالی مشنریوں کے دجالی گروہ نے اسلام اور بانی اسلام حضور منبع انوار خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام یورپ میں جو دجل پھیلا رکھا تھا اس کے متعلق مولینا شبلی نعمانی نے اپنی مشہور تصنیف "سیرت النبی" (حصہ اول) کے باب "یورپ میں تصنیفات" میں فرانس کے مشہور مصنف "ہنری دی کاستری" کی کتاب کے عربی ترجمہ (مطبوعہ مصر) کے صفحات ۸ تا ۱۰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ :-

"مسیحی شاعر مسلمانوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا تھا اور حسب ترتیب درجات انکے تین خدا تسلیم کئے جاتے تھے ماہتوم یا ماہون یا ماھومیڈ (یعنی محمدؐ) اور اپلین اور تیسرا ٹرا ماگان۔ ــــــــــ ان کا خیال تھا کہ محمدؐ نے اپنے مذہب کی بنیاد دعوائے الوہیت پر قائم کی ہے اور سب سے عجیب تر یہ کہ محمدؐ (وہ محمدؐ جو بت شکن اور دشمن اصنام تھا) لوگوں کو اپنے طلائی بت کی پرستش کی دعوت دیتا تھا!"

"اسپین میں جب عیسائی مسلمانوں پر غالب آئے اور انکو سر قوسطہ کی دیواروں تک ہٹا دیا تو مسلمان لوٹ کر آئے اور انھوں نے اپنے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس عہد کا ایک شاعر کہتا ہے :- ــــــ "اپلین مسلمانوں کا دیوتا وہاں ایک غار میں تھا۔ اس پر وہ پل پڑے اور اسکو نہایت سخت سست کہا اور اسکو گالیاں دیں اور اسکے دونوں ہاتھ باندھ کر ایک ستون پر اسکو سولی دی اور اسکو پاؤں سے روندا اور لاٹھیوں سے مار مار کر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور ماہتوم کو جو انکا دوسرا دیوتا تھا) ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ اس کو سور اور کتوں نے نوچ ڈالا۔ اس سے زیادہ اس سے پہلے کسی دیوتا

کی تحقیر نہیں ہوئی۔ اسکے بعد ہی مسلمانوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے دیوتاؤں سے معافی مانگی اور از سر نو تلف شدہ بتوں کو بنایا۔ اسی بنا پر جب شہنشاہ چارلس سرقوسطہ میں داخل ہوا تو اسنے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ وہ تمام شہر کا چکر لگائیں۔ وہ مسجدوں میں گھس گئے اور لوہے کے ہتھوڑوں سے ماہومیڈ اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا

ایک دوسرا شاعر ریچر خدا سے دعا کرتا ہے کہ معبود ماہوم کے بت کے پجاریوں کو شکست نصیب کرے"۔

اسکے بعد وہ امراء کو جنگ صلیبی کے لیے ان الفاظ میں آمادہ کرتا ہے"۔ اٹھو اور ماہومیڈ اور ٹرا ماگان کے بتوں کو اوندھا کر دو اور ان کو آگ میں ڈال دو اور ان کو اپنے خداوند کی نذر کرو"۔

پولوسی دجالیت دراصل پروپیگنڈے کے اس اصول پر عمل پیرا ہے کہ :۔ "ایک جھوٹ اگر ۹۹ بار دہرایا جائے تو سویں بار وہ خود ہی سچ تسلیم کیا جانے لگتا ہے"۔ اور انکے استاد پولس کا صاف ارشاد ہے کہ "اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اسکے جلال کے واسطے سے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گناہ گار کی طرح مجھ پر حکم کیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو"۔ (رومیوں ۳ : ۷) ـــ چنانچہ۔ اب جب کہ مبلغین اسلام کی تبلیغی کاوشوں سے ساری دنیا پر اسلام کے حقائق کھلنے لگے ہیں تو ان دجالوں نے وسواس الخناس (وسوسہ ڈالو اور کھسک جاؤ) کا انداز اختیار کر لیا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں پادری برکت اے خان نے ایک خط میں ہمیں لکھا ہے کہ :

"جس شخص کو وحی اور روح القدس کی تائید حاصل نہ ہو اس کی لکھی کتاب الہامی نہیں ہو سکتی کیونکہ الہامی کتاب کا پہلا نسخہ لکھنا کسی ملہم شخص کا کام ہے۔ چونکہ حضور نے اپنے ہاتھ سے قرآن مجید نہ لکھا۔ اس لیے اس کی صحت پر بھی یقین ممکن نہیں"۔ پھر دعویٰ کیا ہے کہ "جس شخص پر وحی نازل ہو وہ رسول ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم نے حواریوں پر وحی نازل ہونا تسلیم کیا ہے (المائدہ ۱۱۱) لہٰذا مسیح خداوند کے انجیل نویس شاگرد رسول تھے اور ان کے قلمبند کردہ انجیل مقدس خدا کی طرف سے الہامی کتاب ہے"۔

قرآن حکیم کے لاریب فیہ ہونے کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ گزشتہ ۱۴ سو سال میں آجتک کوئی ایسا قرآن پیش نہیں کیا جا سکا جسکی ایک آیت تو کیا ایک نقطہ بھی بدلا ہوا ہو۔ پھر قرآن کریم کی ابتدائی آیت ہی میں "ذالک الکتاب" فرما کر یہ ثابت فرما دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں اسے کتاب کی شکل دیدی گئی تھی اور اس کے سینکڑوں حافظ موجود تھے۔ گویا یہ مبارک کتاب باہر سے بھی کاغذوں پر تحریر شدہ تھی اور اندر سے بھی۔ جیسا کہ یوحنا عارف کے مکاشفہ میں بیان ہوا ہے کہ "اور جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اسے سات مہریں لگا کر

کر بند کیا تھا (یوحنا عارف کا مکاشفہ ۵:۱) یہ سات مہریں قرآن پاک کی سات منازل ہیں۔

اب جہاں تک پوپوسیت کی انجیل مقدس! اور انجیل نویسوں کا تعلق ہے تو ان کی زرگا نہ شان کی پول مسیحی اشاعت خانہ۔ ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور کے شائع کردہ پمفلٹ "خالی قبر" میں صفحہ ۵ پہ اس طرح کھولی ہے کہ "مسیح کے شاگرد جو بڑے بزدل تھے اور اسے چھوڑ کر بھاگ گئے"!

خود انجیل میں بھی یسوع نے اپنے شاگرد رشید "پطرس" کو "شیطان" کہا (مرقس ۸: ۳۳) اور پطرس نے مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین دفعہ اس کا حواری ہونے سے انکار کیا اور اس پر لعنت بھیجی (متی ۲۶ تا ۵

ایسے محترم رفقاء سے سُن سُن کر لکھے جانے والے انجیلوں کے الہامی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے! البتہ پوری بائبل مقدس کے متعلق ہمیں پادری برکت اے خان کے رفیق کار پادری الیاس طارق کا ایک خط جناب شیخ محمد اکرم صاحب (سوداگر چرم۔ دین گڑھ۔ قصور) نے ارسال فرمایا ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے ایک مسیحی شمعون پطرس (مالک چوہدری الیکٹرک اسٹور۔ قصور) کو گواہ بنا کر جب پادری الیاس طارق کو بذریعہ خط و کتابت لاجواب کر دیا۔ تو شمعون پطرس نے الیاس طارق کو لکھا۔

"شیخ محمد اکرم آپ کی بہت بے عزتی کر رہے ہے کہ پادری الیاس میدان سے بھاگ گیا ہے اور بائیبل مقدس کے متعلق جو تسلی بخش جواب نہ دے سکے وہ کس طرح محقق عیسائی عالم ہو سکتا ہے؟"

اس کے جواب میں پادری الیاس نے چوہدری شمعون پطرس کو جو خط لکھا ہے اس کا عکس ملاحظہ ہو۔

میتھوڈسٹ چرچ اِن پاکستان

پادری الیاس طارق

مکان نمبر لائن ۱۱۲

شاہراہ فیصل۔ کینٹ بازار کراچی۔ ۸

حوالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تاریخ ۲۵ - ۱۱ - ۸۶ -

جناب [illegible] صاحب

السلام [illegible] شیخ اکرم [illegible]

[illegible] شیخ صاحب نے جس طرح بائبل کا [illegible]

[illegible] بائبل [illegible] قرآن کی طرح نہیں [illegible] 1961 [illegible]

[illegible] شیخ صاحب کی طرح بائبل [illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ صاحب قرآن کی طرح بائبل کے بارے [illegible]

[illegible]

[illegible] 1500 سال [illegible]

[illegible]

[illegible] اس طرح [illegible]

[illegible]

ہیں میں نے ان سب کا جواب لکھ دیا ہے۔ سب میں اسی طرح کے اشتہار میں اس
لئے کہ لکھنے والے انسان تھے۔
میری اسلام کے متعلق [illegible] سے گفتگو شروع ہے اور دو سال ہو گئے انہوں نے سوالات
لکھے ہیں لیکن ابھی تک بحث ختم نہیں ہوئی۔ یہ سوالات انہوں نے ابھی نہیں اٹھائے
[illegible] کہ [illegible] یہ رسولوں نے سادہ بیان سے ہمارے ایمان
کی حقیقت کیلئے لکھی ہیں۔

[illegible]

[illegible]

اس خط میں پادری الیاس نے صاف اعتراف کیا ہے کہ "بائبل قرآن پاک کی طرح الہامی کتاب نہیں ہے بلکہ اسے ۴۵ مصنفین نے (نہ کہ ملہمین نے) ۱۵ سو سال کے طویل عرصے میں قلمبند کیا ہے۔ نیز یہ کہ۔ اس میں جو اشکال ہیں انھیں قصور چھوڑ پورے پاکستان کے پادری حل نہیں کر سکتے۔" ناظرین خود ہی فیصلہ کریں کہ اس طرح لکھی گئی کتاب کتنی معتبر اور صحیح ہو سکتی ہے؟ اور اس چوں چوں کے مُربّے کو انسانی تحریف کے شاہ کار کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو پولوسی تثلیث کی دجالیت کی ظلمتوں سے نکل کر اسلام کے انوارِ توحید میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مسیحی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ ہماری کتاب "عیسائی مشنری سے ملاقات" بھی (بلا قیمت طلب فرما کر) ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اسے پڑھ کر دام تثلیث میں گرفتار کئی منیب قلوب بفضل تعالیٰ مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں)۔ وما علینا الا البلاغ

مشہور آفسٹ پریس کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

”توحید“ یعنی اللہ تعالیٰ کی شانِ یکتائی

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

کہہ ! اللہ اَحد یعنی یکتا ہے اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔

پُرانے عہد نامہ میں ”توحید باری تعالیٰ“ کا اس طرح اقرار کیا گیا ہے :-

”رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اوّل ہوں اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں“ (یسعیاہ ۴۴ : ۶)

”سُن اے اسرائیل : خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے“ (استثناء ۶ : ۴)

”کیونکہ خداوند کے سوا اور کون خدا ہے“ (۲ سموئیل ۲۲ : ۳۲)

”کیا ایک ہی خدا نے ہم سب کو پیدا نہیں کیا“ (ملاکی ۲ : ۱۰)

”اے خداوند تیرا کوئی نظیر نہیں“ (یرمیاہ ۱۰ : ۶)

”تیرا ہمتا کوئی نہیں“ (یرمیاہ ۱۰ : ۷)

نئے عہد نامہ میں (انجیل مرقس) میں یسوع کہتا ہے :-

”اے اسرائیل ! سُن : خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ : ۲۹)

”تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو۔ (یوحنا ۵ : ۴۴)

”اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱۷ : ۳)

”یسوع نے اس سے کہا“ اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ ”تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر“۔ (متی ۴ : ۱۱)
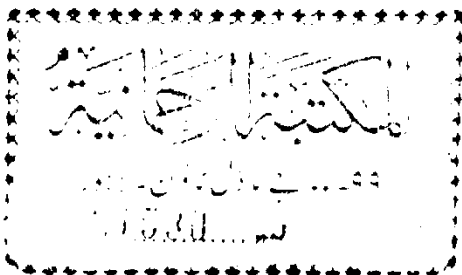
یورپ کے عظیم مفکر "جارج برنارڈ شا" کا اعترافِ حق

میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو، اس کی حیرت انگیز قوت کی وجہ سے، ہمیشہ انتہائی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک صرف یہی دین زندگی کے بدلتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی وہ صلاحیت رکھتا ہے جو ہر دور کو اپنی طرف راغب کر سکے۔ بلاشبہ دنیا مجھ جیسی اہم شخصیتوں کی پیشین گوئیوں کو بڑی اہمیت دیتی ہے۔ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کے متعلق یہ پیشین گوئی کی ہے کہ کل کا یورپ اسے اسی طرح قبول کرے گا جیسے آج کے یورپ نے اسے (غیر شعوری طور پر) اپنانا شروع کر دیا ہے۔

زمانۂ وسطیٰ کے پادریوں نے، جہالت، یا اندھے مذہبی تعصب کی وجہ سے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے دین کو انتہائی گھناؤنی شکل میں پیش کیا ہے۔ دراصل انہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے دین سے نفرت کرنے کی تربیت دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (نعوذ باللہ) دجال تھے۔ میں نے اس انسان! اس حیرت انگیز انسان! کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میرے نزدیک، دجال ہونا تو کجا انہیں تو "انسانیت کا نجات دہندہ" کہنا پڑے گا۔

میرا ایمان ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسی شخصیت، دنیا کی حاکمِ مطلق بن جائے۔ تو وہ یقیناً اس کے الجھے ہوئے مسائل اس طرح سلجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ دنیا کو امن و خوشی کی وہ جنت نصیب ہو جائے گی، جس کے لئے وہ تڑپ رہی ہے۔

GEORGE BERNARD SHAW SAYS:-

"I have always held the religion of Muhammad in the highest esteem because of its wonderful vitality. it is the only religion which appears to me to possess that assimilating capability to the changing phases of existence which can make itself appeal to every age The world much doubtless attach high value to the predictions of great men like me. I have prophesied about the faith of Muhammad that it would be acceptable to the Europe of tomorrow, as it is beginning to be acceptable to the Europe of today. Mediaeval ecclesiastics, either through ignorance or bigotry, painted Muhammadanism in the darkest colours. They were in fact trained to hate the man Muhammad and his religion. To them Muhammad was Anti-Christ. I have studied him —the wonderful man and in my opinion, far from being an Anti-Christ, he must be called the saviour of humanity"

I believe that if a man like him were to assume the dictatorship of the modern world, he would succeed in solving its problems in a way that would bring it, the much needed peace and happiness.

(The last law Giver - Page 67-68)